فہرست

❁ انتساب 6

❁ تقدیم 7

❁ مقدمہ 10

❁ ہندتوا کے علمبرداروں کی مہا بھارت مہم مسلمانوں اور اقلیتوں سے نفرت کی انتہا...... 21

❁ RSS کیا ہے؟ (راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ) 56

❁ ہندوستان میں اقلیتوں پر مظالم کی ایک جھلک 83

❁ آر ایس ایس کی ہدایات 92

❁ بندے ماترم 95

❁ ہندوستان دنیا کے امن کے لیے خطرناک 99

❁ قیام پاکستان کے وقت سے ہی انگریز کی حمایت سے ہندو...... 102

❁ پاکستان محافظِ اسلام (حصار اسلام) 109

❁ فرامین قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ 115

❁ عہد کیجیے! 118

انتساب

میرے مہاجر والدین

اور

ہر اس شخص کے نام جنھوں نے ہندتوا کے عفریت یا فاشزم سے بچنے کے لیے ہجرت کی یا کر رہے ہیں، یا ہندتوا استعمار کا شکار ہوئے یا ہو رہے ہیں۔ اور ان پاک بازوں کے نام جو ہندوتوا سامراج کے بڑھتے ہوئے قدموں کو ملی درد لیے ہوئے اپنے عزم و ہمت، قربانی و ایثار اور صبر واستقامت سے روک رہے ہیں۔

تقدیم

آر ایس ایس کا زہریلا سانپ!

میں نے جناب افتخار حیدر کی معلومات افزا تحریر پڑھی۔ میں یہ جانتا ہوں کہ رائٹر ہندوستان میں ہندوتوا کے وجود اور پھیلاؤ بارے بے حد حساس ہیں۔ ان کے اندر کا یہ احساس قومی سطح پر عوام وخواص کے لیے بے حد اہم ہے۔یہ کتاب موجودہ حالات میں انتہائی حوصلہ افزا اور مفید ہے۔ صاحب کتاب نے اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کے اس اہم موڑ پر ہندوتوا اور راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کا چہرہ بے نقاب کر دیا ہے۔ اگر اس زہریلی تحریک کو پھیلنے کا موقع دیا گیا اور مسلمان حکمرانوں اور فرقہ وارانہ بھائی چارے کے حامیوں نے خاموشی اختیار کی تو پہلے مرحلے پر ہندوستان کے 25 کروڑ مسلمانوں اور جموں وکشمیر کی مسلم اکثریتی ریاست کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اور دوسرے مرحلے پر عیسائیوں، سکھوں اور دلتوں کے وجود کو ختم کر دیا جائے گا۔

یاد رہے کہ آر ایس ایس کے بانی ڈاکٹر جی ہیگواڑ تھے۔ اس وقت گول والکر اس کے جنرل سیکرٹری تھے۔ ہیگواڑ کے مرنے کے بعد گول والکر کو اس کا سربراہ بنایا گیا۔ گول والکر کو آر ایس ایس نے ''گرو'' کا خطاب دیا تھا۔ آج کے ہندوستان میں یہ تنظیم علی الاعلان گول والکر کے مسلم دشمن نظریات اور احکامات پر جارحیت کے ساتھ عمل پیرا ہے۔ اس کتاب میں صاحب کتاب نے آر ایس ایس کے چوٹی کے لیڈروں، کانگریسیوں اور سرکردہ مسلمان زعماء کے بیانات اور تحریرات کے حوالے دے کر مقالے کو ٹھوس حقائق کا نمونہ بنایا ہے۔ انھوں نے ابتدا میں ہی لکھا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح، علامہ

اقبال اور دوسرے مسلم اکابرین نے ہندوؤں کو بار بار سمجھایا تھا کہ وہ باز آ جائیں لیکن اکثر ہندو لیڈر مسلمانوں اور ہزار سالہ مسلم حکمرانی کو نجس اور ناپاک جانتے رہے اور اب آر ایس ایس اس سرزمین کو پاک کرنے کے لیے کمر بستہ ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح اپنی نیک نیتی کی وجہ سے ملک بھر میں ہندو مسلم اتحاد کے سفیر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، لیکن کانگریس کے اندر بیٹھے ذہن نے ان کو چین نہیں دیا، یہاں تک کہ وہ ایک علیحدہ مسلم ہوم لینڈ کے حصول پر مجبور ہو گئے۔

صاحب مقالہ مختلف حوالہ جات سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہندو لیڈر بار بار اندلس کی طرح مسلمانوں کو مٹانے کی بات کرنے لگے، ہٹلر اور مسولینی کو آئیڈیل بنا کر کام کرنے لگے، اپنے لوگوں کو عسکری تربیت دینے لگے۔ اس کتاب میں بے شمار ہندوتوا لیڈروں کی کتابوں کے ریفرنسز ملتے ہیں جو آر ایس ایس کو دیکھنے کے لیے آئینے کا کام دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر پنڈت شیو کشن لال اپنی کتاب "wake up Hindus" میں لکھتے ہیں کہ ہندو وہ ہے جو برصغیر کے معاشرے سے نسبت رکھتا ہو، اس کا نام معاشرے کے ناموں کا سا ہو اور اس معاشرے کے تمدن کے رنگ میں رنگا ہو۔ یہاں کے میلے اور رسمیں اس کے بھی میلے اور رسمیں ہوں۔

غرض سوامی دیانند سے سوامی شردھانند تک ان سب کی ایک ہی رائے تھی اور آج بھی یہی رائے ہے۔ بقول صاحبِ کتاب قائداعظم محمد علی جناح کہتے تھے کہ ہندو مہا سبھائی سیدھی بات کرتے تھے، کانگریس والے مکروہ منافقت سے کام لیتے تھے، منزل سب کی ایک ہی ہے کہ کسی بھی طرح مسلمانوں کی علیحدہ حیثیت کو ختم کر دیا جائے۔

بہرکیف شرح و بسط سے اس کتاب میں جو واقعات اور بیانات سامنے آ گئے ہیں وہ موجودہ حالات میں چشم کشا اور عبرت ناک ہیں اور غفلت برتنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آر ایس ایس کا ملکی اور مذہبی فلسفہ انسانیت سوز اور ترقی دشمن ہے۔ اس میں

ہندوستانی قومیتوں اورنسلوں کے درمیان بقائے باہمی اور فرقہ وارانہ اخوت کے اصول کی بنیاد پر زندگی گزارنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

آر ایس ایس کے موجودہ نظام حکمرانی میں یونیفارم سول کوڈ کے نفاذ کی عملی شروعات ہوگئی ہیں۔ مسلمانوں کو شدھی بنانے کے لیے شہریت کے نئے قوانین نافذ ہوگئے ہیں۔ مساجد اور مسلم اوقاف کو مندروں میں تبدیل کیا جا رہا ہے، مسلم املاک کو چھینا جا رہا ہے، مکانات بلڈوز کیے جا رہے ہیں، ہجوم کے ذریعے لنچنگ آف مسلم جاری ہے، تاکہ وہ ہندو بن جائیں یا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں۔

جموں وکشمیر کی مسلم اکثریتی ریاست کا حلیہ بھی نئے سیاسی، معاشرتی، تعلیمی، ڈومیسائل اور لینڈ لیز قوانین کے تحت ختم ہوگیا ہے اور رائے شماری کے اقوام متحدہ کے فیصلے کو بے جان بنایا گیا ہے۔

اندریں حالات جناب افتخار حیدر کی کتاب ایک اہم دستاویز ہے، جس کو محنت کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ جس کا مطالعہ کرنے اور خطرات کا توڑ کرنے کے لیے پاکستان کو اپنی قومی اور بین الاقوامی پالیسیاں بنانے اور نافذ کرنے کی ضرورت اور اہمیت بڑھ گئی ہے۔

محمد فاروق رحمانی
سابق کنوینئر آل پارٹیز حریت کانفرنس جموں وکشمیر،
چیئرمین جموں وکشمیر پیپلز فریڈم لیگ
جنوری 2023ء

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾

[المائدة:۸۲]

”یقینا تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں بہت لوگوں سے زیادہ سخت عداوت رکھنے والے یہود کو اور ان لوگوں کو پائے گا جنھوں نے شریک بنائے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾ [النور:۴۰]

”کئی اندھیرے ہوں جن میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں۔“

اللہ رب العالمین قرآن پاک کی ان مقدس آیات میں یہود وہنود (ہندوؤں) کی اصلیت، مسلمان دشمنی اور مشرکوں کی ظلمتوں کا بتلا رہے ہیں۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے قربانیوں وعزم و ہمت کی لازوال داستانیں رقم کر کے ہمارے بڑے وطن عزیز پاکستان آئے تھے، بچپن سے ان کی زبان سے ہندوؤں کے مظالم، ان کی کم ظرفی، احسان فراموشی اور خودغرضی کی عجیب عجیب داستانیں سنتے آ رہا تھا، میں پریشان ہوتا تھا کہ ایک انسان اتنا سنگ دل کیسے ہوسکتا ہے کہ انسانیت سے ہی عاری ہو جائے؟ دوسرے مذاہب تو دور کی بات ہم مذہب انسانوں کو جانوروں سے بدتر جانے۔ پھر میرا خود گزشتہ 32 سال سے ڈریکٹ ان ڈریکٹ پالا پڑا ہندتوا کے علمبرداروں سے

ہندوستان کے مختلف شہروں میں، دوران سفر، اس کی جیلوں میں، اس کی فورسز کو ہسپتالوں میں، عدالتوں میں، تعلیمی اداروں میں اور میڈیا میں پنڈتوں اور مختلف محکموں کو جتنا بھی دیکھنے کا موقع مل سکا ہندوؤں کے ہندوستان میں مسلمانوں، اقلیتوں اور شودروں پر بھیانک مظالم، ننگی جارحیت، ہر ہتھکنڈے اور مکروعیاری کا سہارا لے کر ہندتوا کے غلبہ کی سوچ اور کوششوں کو دیکھا تو جو بچپن سے سنتے آ رہا تھا اس کو بہت کم اور معمولی پایا۔ واقعی اللہ رب العالمین نے اپنے قرآن مقدس میں درست فرمایا ہے یہود و ہنود کے بارے میں۔

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زنّاری بھی دیکھ

(علامہ محمد اقبال)

نگہ دارد برہمن کار خود را
نمی گوید بہ کس اسرار خود را

(علامہ محمد اقبال)

قائداعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال اور دیگر بانیان پاکستان نے ہندتوا کے علم برداروں کو بار بار سمجھایا کہ وہ اپنی اصل سے باز آ جائیں۔ مگر وہ کسی بھی نام سے کسی بھی جماعت میں رہ کر کام کر رہے تھے، اپنی کم ظرفی کا ثبوت مسلسل دے رہے تھے۔ چند ایک کو چھوڑ کر جہاں بھی ہندتوا کے علمبرداروں کو موقع ملا انھوں نے اپنی برہمنیت کا پورا پورا اظہار کیا کہ اس برصغیر پر کسی کا حق ہے تو صرف ہندوؤں کا ہے۔ اپنے علاوہ ہر کسی کو ناپاک اور اپنی زمین کے علاوہ دوسری زمینوں کو ناپاک سمجھتے تھے اور یہ کہ مسلمانوں کے ہزار سالہ اقتدار کی وجہ سے یہ علاقہ ناپاک ہو گیا ہے اسے پاک کرنا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح اور ان کے ساتھیوں نے بھرپور کوشش کی کہ دونوں قومیں دیگر اقوام کے ساتھ مل کر رہیں اور عزت و احترام کا رشتہ قائم رکھیں۔ مگر ہندوؤں نے صرف برصغیر ہی

نہیں برصغیر کے باہر بھی اپنے ہندتوا کے ایجنڈے کو لے جانے کی بات شروع کی، تب ہندو مسلم اتحاد کے داعی جناب قائداعظم محمد علی جناح جو گجراتی لیڈروں میں سب سے بڑے لیڈر بن کر ابھرے تھے اور اعتدال پسند ہندو رہنما گوکھلے کے ساتھ مل کر ہندو مسلم اتحاد کے لیے کام کر رہے تھے، انھوں نے مسلمانوں اور برصغیر کی بہتری اسی میں سمجھی کہ مسلمانوں کے لیے الگ وطن حاصل کیا جائے، کیونکہ ہندو لیڈر بار بار اندلس کی طرح مسلمانوں کو مٹا دینے کی بات کر رہے تھے۔ ہٹلر اور مسولینی کو آئیڈیل بنا کر کام کرنے لگے۔ اپنے لوگوں کو عسکری تربیت دینے لگے۔ انگریز کی سرپرستی انھیں پوری طرح حاصل تھی، کیونکہ انگریز کو خطرہ تھا تو صرف مسلمانوں سے ہی، کیونکہ اس نے اقتدار مسلمانوں سے ہی چھینا تھا۔ مسلمان ہی انگریز کے خلاف پورے ہندوستان میں زیادہ مزاحمت کر رہے تھے۔ ٹیپو سلطان شہید، سراج الدولہ بنگال میں، 1831ء میں سیدین کی تحریک، 1857ء کی جنگ آزادی اور اسی طرح دیگر تحریکیں اپنے اپنے وقت پر کام کرتی رہیں۔ سیدین کی تحریک تو پاکستان بننے تک قبائل میں انگریز سے اپنا لوہا منواتی رہی۔ ان سے پہلے 1690ء میں اورنگزیب عالمگیر نے انگریزوں کو شرمناک شکست دی تھی۔

اگست 1928ء لکھنؤ میں نہرو رپورٹ پاس کرکے بھی اپنے عزائم ہندوؤں نے واضح کیے، پھر انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت صوبائی الیکشن میں جب ہندوؤں کی چھ صوبوں میں عارضی حکومت بنی تو ہندتوا کا عفریت اپنی تمام شرانگیزیوں کے ساتھ نکلا، بلکہ وہ ادھم مچایا کہ جو مسلمان ابھی تک ہندو کے بارے نرم دل رکھتے تھے وہ بھی سمجھ گئے کہ ہندو اپنے علاوہ کسی کو نہیں رہنے دیں گے۔ اگر ہندوازم قبول بھی کرلیں تو بھی وہ ان ہندوؤں کی نظر میں ناپاک (ملیچھ) ہی رہیں گے۔ کانگریس کے دو صوبوں میں دو غیر ہندو لیڈر تھے جن کی محنتوں سے کانگریس ان صوبوں میں الیکشن جیتی۔ سب سمجھتے تھے ممبئی میں نریمان پارسی اور بنگال میں محمود جو مسلمان تھے ان کو ہی وزیراعلیٰ بنایا جائے گا۔ مگر

ہندتوا کے پجاریوں نے ان دونوں کی جگہ کٹر ہندوؤں کو عہدے دیے، تاکہ غیر ہندو کو عہدہ نہ ملے۔

یہ کتاب ''ہندتوا اصل دہشت گرد'' میری کتاب ''زنداں سے اذاں'' کا حصہ ہے، حالات کی مناسبت سے اس کو کچھ اضافے کے ساتھ الگ شائع کر رہے ہیں۔اس کتاب میں ہندوؤں کی کتابوں سے ہی ہندتوا کا دہشت گرد چہرہ اور اس کا عفریت دکھانے کی کوشش کی ہے، تاکہ ہماری نئی نسل جان لے کہ ہندتوا کتنا بیمار،متضاد اور سڑانڈ والا نظریہ ہے، جس کے ساتھ کوئی صحت مند انسان نہیں رہ سکتا۔اسی طرح ہندتوا اپنا آئیڈیل مسولینی اور ہٹلر کو کہتی ہے، کیونکہ ان کے پاس ہندوؤں میں سے کوئی نہیں ہے جس کی مثال دے سکیں۔جس کا اعتراف گاندھی اور نہرو بھی کر چکے ہیں۔اس کے باوجود یہ دونوں خود ہندتوا کے آسیب سے باہر نہیں نکل پائے۔اگر ہندوؤں میں سے کسی کو ہیرو مانا بھی جاتا ہے تو خود دوسرے ہندو اسے دھوکے باز،احسان فراموش اور انسانیت کا دشمن کہتے ہیں۔

خود جب ہندو مذہب اور ان کی مقدس کتابیں ہی تضادات کا شکار ہیں، کروڑوں بھگوان ہیں، الگ الگ طاقتوں کے بھگوان، علاقے کے حساب سے بھگوان اور عجیب چکرا دینے والی ان کی داستانیں ہیں۔برہمنوں کی اجارہ داری ہے۔بھگوانوں کو راضی کرنے کے لیے، اپنی پریشانیاں دور کرنے کے لیے وہ وہ عمل کرتے ہیں یا اپنی خواتین سے کرواتے ہیں، یہ ہندو، کہ یہ سب ہندو ہی کروا سکتے ہیں۔مثلاً لڑکی کی کتے سے شادی،کنواری لڑکیوں کو برہنہ کر کے جلوس نکالتے ہیں، بارش کے دیوتا کو خوش کرنے کے لیے کہیں گدھوں اور مینڈکوں کی شادیاں کرواتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔خود اپنے بہادروں ارجن اور شیوا جی کا جو کردار پیش کرتے ہیں ان سے منسوب کر کے جو گھٹیا باتیں بیان کرتے ہیں، جن کو ایک عام بندہ پڑھ سن کر یہ کہتا ہے کہ یہ ان کے ویر بہادر ہیں تو

باقیوں کا کیا حال ہوگا۔

اس کتاب میں آر ایس ایس کا ڈھانچہ، اس کے اقلیتوں پر مظالم اور اس کے لیڈروں کے کردار و افکار کی بھی جھلک دکھائی ہے۔ آر ایس ایس پر کتنی بار اور کیوں پابندی لگائی گئی۔ گوڈسے کی شیطانی خواہش اور آر ایس ایس کا اس کو پورا کرنے کا عزم۔ گاندھی، نہرو، پٹیل اور راجندر پرساد وغیرہ کے آر ایس ایس کے خلاف بیانات، مگر ان کا اپنا عمل و افکار آر ایس ایس والا۔ اسی طرح آر ایس ایس کے ایک خفیہ مراسلے کی جھلک بھی دکھائی ہے۔ ہندوؤں کے پسندیدہ شرکیہ گیت ''بندے ماترم'' کا بھی جائزہ لیا ہے اور بھارت کے ایٹمی مواد یورینیم کیمیکل، میزائل وغیرہ کی خرید وفروخت اور دنیا کے لیے یہ بھارت کی ایٹمی لاپروائی کس قدر خطرناک ہے، اس کا مختصراً تذکرہ کیا ہے۔

اس تحریر میں آپ کو پتا چلے گا کہ پاکستان بننا کیوں ضروری تھا۔ مضبوط، محفوظ مستحکم، آزاد اور خودمختار پاکستان کا قائم رہنا ازحد ضروری ہے۔ ہندو لیڈروں کی ذہنیت کیا تھی، ان میں کتنی انسانیت تھی۔ خصوصاً ہندو مہاسبھا کے لیڈر اور آر ایس ایس کے بانی ہیڈ گیوار سے لے کر موجودہ موہن بھاگوت تک کے بارے میں جب پڑھیں گے تو پتا چلے گا کہ یہ کس فاشزم کے ایجنڈے کو لے کر کس کس طرح آگے بڑھ رہے ہیں۔

کس طرح مقبوضہ جموں و کشمیر کو مذہبی رنگ دے کر ہر چوٹی، گھاٹی اور ندی پر اپنے مقدس مقامات ڈھونڈ رہے ہیں۔ حکومت ہند جموں و کشمیر میں ہر ظلم و بربریت انسانیت شکنی کے ساتھ ہندتوا کا ایجنڈا تھوپنا اور مسلط کرنا چاہتی ہے۔ ہندو کل بھی ظلم کرتے تھے، آج بھی مختلف انداز سے، مختلف حربوں سے مسلمانوں، اقلیتوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان اور جموں و کشمیر کے مسلمان سب ہندتوا کے مختلف بھیانک چہرے دیکھ رہے ہیں۔ جن سے انھوں نے اہل پاکستان کو بچانے کے لیے انمول انمٹ،

اخلاص بھری قربانیاں پیش کیں اور مسلسل پیش کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا جینا مشکل بنا دیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمتوں کا حصول تو دور کی بات جہاں کہیں مسلمان اپنے ذاتی کاروبار میں اچھے ہوتے ہیں وہیں پر ہندو لالے ہندو بلوائیوں کو رقم دے کر، انعامات، سہولتیں دے کر اور فسادات کروا کر مسلمانوں کے رزق، کاروبار اور وسائل کو تباہ کروا دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے گھروں کو جلایا جاتا ہے، لوٹا جاتا ہے، مسمار کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کی زمینوں کو مختلف بہانوں سے ہتھیالیا جاتا یا ضبط کرلیا جاتا ہے۔ مساجد، عید گاہوں اور قبرستانوں تک کو نہیں بخشا جاتا۔ شعائر اسلام کی توہین کی جاتی ہے ۔نعوذ باللہ، اللہ رب العالمین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، مسلمان فاتحین اور قرآن مقدس کے بارے میں طرح طرح کی بکواس کی جاتی ہے۔ مسلمان خواتین سے ان کا پردہ چھینا جاتا ہے۔ پردے اور نقاب کا بہانا بنا کر پڑھائی اور ملازمتوں سے محروم کیا جاتا ہے۔ عورتوں کی پوجا کرنے والے ہندو خود ہی مواقع بنا کر خواتین کی بے حرمتی کرتے ہیں۔

یہ سب مظالم علانیہ حکومتی عہدے دار یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ ہم ویر ساورکر، شیام پرساد، ڈاکٹر منجے، پٹیل اور نہرو وغیرہ کا نام لے کر کہ ان کے خواب اور ان کے ادھورے مشن کو پورا کر رہے ہیں، ان کی خواہشیں پوری کر رہے ہیں، یعنی سوچ وفکر وہی پرانی ہے مگر تعذیب ، انسانیت شکنی ،دھوکا، ظلم اور فریب کے انداز نئے ہیں۔ گاندھی خاندان نے جب بھی ان کی حکومت کے خلاف مشکل پیدا ہوئی تو انھوں نے ہندتوا کا کارڈ کھیلا۔ مساجد کے خلاف، مسلمانوں اور اقلیتوں کے خلاف ان کے ادوار میں بھی بہت زیادتیاں ہوئیں۔

قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ نے سچ کہا تھا کہ کانگریسی اور ہندو مہاسبھا یعنی موجودہ آر ایس ایس کے لیڈروں کے کام کرنے کے انداز الگ ہیں، مگر منزل ایک ہی ہے۔

ہندتوا کے ایجنڈے کا نفاذ اور رام راج کا قیام۔آج ہندو مہاسبھا اور کانگریس کا اصل چہرہ آر ایس ایس کی شکل میں اپنی شاخوں کے ذریعے دنیا بھر میں ہندتوا کا ایجنڈا بڑھا رہا ہے۔آج ہندوستان کے تمام اداروں میں اسّی (80) فیصد ہندتوا کا رنگ چڑھ چکا ہے۔

مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا ۔

دنیا میں بلائیں دو ہی تو ہیں
اک ساورکر اک گاندھی ہے
اک جھوٹ کا چلتا جھکڑ ہے
اک مکر کی اٹھتی آندھی ہے

اور یہ شعر مولانا شوکت علی نے ہندوؤں کی طرف سے مسلم مخالف نہرو رپورٹ کو پاس کرنے کے موقع پر ہندوؤں کے لیے پڑھا اور اپنے اخبار میں لکھا ۔

کس کس طرح ستاتے ہیں یہ بت ہمیں نظام
ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدا نہ ہو

(نظام رامپوری)

قائد اعظم نے الگ وطن کے لیے چند سالوں میں ہی بکھری، بٹی، دبی اور منتشر قوم کو یک جان کر کے ہر سازش اور رکاوٹ کو روند کر منزل (مسجد) اسلامی قلعہ حاصل کرلیا۔ انگریز تو جون 1948ء میں آزادی دینا چاہتا تھا، مگر انگریز اور ہندو نے جب دیکھا کہ مسلمان بہت تیزی سے اپنے قائد کی قیادت میں مضبوط ہو رہے ہیں اور اپنے اہداف کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں تو سازشی ذہنوں نے پلاننگ کی کہ اچانک تقسیم کرکے پاکستان کو کمزور حالت میں پھینکا جائے تا کہ یہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہی نہ ہو سکے۔ وگرنہ مسلمانوں کو اور وقت مل گیا تو یہ مزید منظم اور طاقت ور ہو کر اپنا حق اور اپنا حصہ چھین لیں گے اور پھر پورا بنگال، پورا پنجاب، آسام، جموں و کشمیر، حیدر آباد، جونا گڑھ، مناوادر اور دیگر

ریاستیں، علاقے اور رقم، اسلحہ اور دیگر سامان بھی لے لیں گے۔ اس وقت کے انگریز اور ہندو لیڈروں کے بیانات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے پاکستان کے بارے میں کیا عزائم تھے اور کیا سوچ تھی۔ اس لیے اگست 1947ء میں تقسیم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد، مخلص قیادت اور عوام کے جذبہ صادق سے نہ صرف پاکستان حاصل ہو گیا بلکہ عالم اسلام اور دنیا میں عظیم مقام حاصل کیا، کمزور دبے ممالک و اقوام کی مدد کرنے لگا اور ان کی آواز بننے لگا۔ قائداعظم محمد علی جناح ؒ نے فرمایا تھا کہ پاکستان محکوم ریاستوں کو اپنی حمایت اور مادی مدد دینے میں نہیں ہچکچائے گا اور پاکستان کا حصول وحدت عالم اسلام کی طرف پہلا قدم ہے۔ شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جسے پاکستان کی وجہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تقویت یا فائدہ نہ پہنچا ہو۔ پاکستان نے عالم اسلام کو سہارا دیا، چاہے مسئلہ فلسطین ہو، عرب اسرائیل جنگ ہو، مراکش کا مسئلہ ہو، اندلس کا ہو، الجزائر کا ہو، انڈونیشیا کا ہو، بوسنیا کا ہو، روسی ریاستوں کا ہو، چیچنیا کا ہو، افغانستان کا ہو، عراق کا ہو، لیبیا کا ہو، کویت کا ہو، سعودی عرب کا ہو یا برما اراکان کا مسئلہ ہو۔ جنرل ضیاء الحق شہید میں پھر قائداعظم ؒ کی جھلک نظر آئی۔ اسلامی کانفرنس کو تقویت پہنچی۔ تمام اسلامی ممالک نے اقوام متحدہ میں 1980ء کے شروع میں جنرل ضیاء الحق شہید کو اپنا متفقہ نمائندہ قرار دیا۔ جنرل ضیاء الحق شہید نے یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا۔

افسوس آج قائد اعظم محمد علی جناح ؒ کی فکر، تڑپ اور نظریہ کو لے کر چلنے والی جماعتوں اور شخصیات پر قائد اعظم کے ہی پاکستان میں زمین تنگ کی جاتی ہے، ان کو مختلف بہانوں سے کام سے روکا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی عوام پاکستان کو ایک خود دار اور غیور قوم بنانا چاہتے ہیں، جبکہ دوسری طرف آج ہندو جو کروڑوں خداؤں کو ماننے والا تقسیم در تقسیم درجہ بندیوں میں جکڑا ہوا ہر خرابی کے باوجود اپنے بانیان کے ہندتوا کے ایجنڈے کو لے کر آگے بڑھ رہا ہے۔ اپنے اہداف کسی بھی طرح حاصل کرتا جا رہا ہے۔ دنیا کو اس کی خرابی نظر کیوں نہیں آتی، حالانکہ جس ایجنڈے کو علانیہ لے کر وہ آگے بڑھ

رہے ہیں وہ انسانیت کے لیے، دنیا کے امن کے لیے اور خود ہندوستان کے لیے خطرناک ہے۔ وہ اپنی تمام خطرناکی، عصبیت اور بالادستی کی خواہش کو مختلف کوروں (لبادوں) میں چھپا کر پاکستان کو، اسلام کو اور دیگر اقلیتوں کو ٹارگٹ کرکے آگے بڑھ رہا ہے۔جس ہندتوا کی خطرناکی کو قائداعظم محمد علی جناح نے سمجھا اور دیکھا، ہندو مسلم اتحاد کو چھوڑ کر پاکستان حاصل کیا اور انگریز سے منوایا بھی۔ آج ہندتوا کی وہ خطرناکی جو جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے فنون حرب وضرب اور مکاری وعیاری سے لیس ہے، کو یورپ، عرب ممالک اور پاکستانی حکمران میڈیا اور عوام اس طرح کیوں نہیں سمجھ رہے، حالانکہ مشرقی پاکستان کی صورت میں یہ ہندتوا عفریت ہم پر کاری وار کر چکا ہے۔ اب آزاد کشمیر، بلوچستان، گلگت بلتستان، سندھ اور قبائل میں وہی نفرت وانتشار کا ماحول پیدا کرکے وہی مشرقی پاکستان والے اہداف حاصل کرنا چاہتا ہے۔مگر ہمارے کچھ تاجر و سیاسی لیڈر ہندو سے دوستی اور اس سے تجارت کے لیے مرے جا رہے ہیں جس کی ایک جھلک بقول معروف بھارتی صحافی کلدیپ نیئر میثاق جمہوریت میں بھی ملتی ہے،جس کے بارے میں کلدیپ نیئر نے روزنامہ ڈان میں اپنے کالم بعنوان''نئی راہِ عمل کا انتخاب''میں لکھا ہے اور جس نے بھارت کے حوالے سے لندن میں نواز شریف اور محترمہ بےنظیر بھٹو سے اپنی ملاقاتوں کی روشنی میں چند ایسے ناقابل یقین انکشافات کیے ہیں جن پر غور وفکر لازم ہے، وہ دوقومی نظریہ پر چوٹ اور اکھنڈ بھارت کی طرف ایک طرح سے قدم ہے، جبکہ ہندوستان مقبوضہ جموں وکشمیر اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ہی نہیں پاکستان کو بھی ہدف بنائے ہوئے ہے۔ پاکستان کے خلاف شروع دن سے ہی ہر ہر میدان، ہر ہر جگہ سازشیں کرتا رہتا ہے کہ پاکستان کسی بھی جگہ کسی بھی طرح کامیاب نہ ہو۔ سچ یہ ہے کہ ہندتوا کے علمبرداروں نے آج تک دل سے پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ وہ پاکستان کے خلاف اپنے میڈیا، اپنی فلم انڈسٹری، اپنی ثقافت، اپنے کلچر، اپنی آئی ٹی، اپنی سفارت کاری، اپنے انٹرنیشنل تعلقات کو وار ویپن کے طور پر نہرو، جنرل سہگل وغیرہ کی خواہش کے

مطابق استعمال کرتا ہے۔شروع دن سے ہی پاکستان پر قبضہ کی سوچ رکھتا ہے کہ بھارت ماتا کی تقسیم کی گئی ہے اور ہم نے اسے دوبارہ جوڑنا ہے۔حالانکہ ہندوستان خود نفرتوں، عصبیتوں، بھید بھاؤ،تقسیم در تقسیم کے بارود کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے اندرونی خلفشار و انسانیت شکنی سے توجہ ہٹانے کے لیے پاکستان کے خلاف مسلمان اور اقلیتوں کے خلاف کمر بستہ رہتا ہے۔

میں ان لوگوں سے بھی گزارش کرتا ہوں جو جانے انجانے میں ہندوؤں اور ہندتوا کے ایجنڈے میں رنگ بھرتے ہیں۔ ان سے کسی بھی طرح کا تعاون کرکے یا ان سے تعاون لے کر وطن عزیز پاکستان(بقول قائد اعظم مسجد) یا ہند اور جموں وکشمیر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ کن کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔جو اپنے علاوہ کسی کو انسان اور قابل عزت ہی نہیں سمجھتے یا اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ جو آپ کو اپنا سمجھتے ہیں۔ آخر کوئی وجہ تو تھی کہ تمام مسالک کے بڑے بڑے شیوخ، علمائے کرام اپنے مدارس، خانقاہیں، مسند، مساجد اور گھرانے چھوڑ کر ہجرت کرکے پاکستان آئے اور آپ اس پاکستان کے خلاف ہندوؤں کا ایجنڈا پورا کر رہے ہیں۔ دیکھیں مولانا محمد علی کیا کہتے ہیں۔مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ نے جس وقت وہ کانگریس کے صدر تھے علی گڑھ کی جامع مسجد میں کہا:

> ’’میں ایک فاجر و فاسق مسلمان کو بھی گاندھی پر ترجیح دیتا ہوں۔ جہاں تک گاندھی جی کی ملکی خدمات ہیں میں انھیں اپنے سے افضل سمجھتا ہوں،لیکن ایک دوسری حیثیت اعتماد، ایمان کی ہے، میں عقیدتاً مسلمان ہوں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ عقیدۂ اسلام کو تمام عقائد سے کہیں بہتر اور اعلیٰ سمجھتا ہوں۔ اس لحاظ سے اکیلے گاندھی جی ہی نہیں تمام ہندوؤں، تمام عیسائیوں اور تمام غیر مسلموں کے مجموعے سے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان، ہر بدعمل سے بدعمل کلمہ گو کو بہتر سمجھتا

ہوں۔اسلام کی فضیلت میرا جزو ایمان ہے۔اگر آج میں خدانخواستہ اس کا قائل نہ رہوں تو پھر مسلمان رہنے کی بھی کوئی وجہ نہیں رہتی۔''

حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ مضبوط غیور قومی سفارت کاری کے ذریعے، اپنے میڈیا کے ذریعے، اپنی ایجوکیشن کے ذریعے، اپنے منبر ومحراب کے ذریعے اور تمام جدید طریقے استعمال کر کے عالمی دنیا و عالم اسلام کو اور عوام پاکستان کو،خصوصاً اپنی نئی نسل کو بتلائے کہ قائد اعظم و دیگر مسلمان قائدین کو ہندو مسلم اتحاد اور کانگریس کو چھوڑ کر ہندتوا کے خلاف، ہندو انگریز کی مشترکہ سازشوں کے خلاف کیوں جدوجہد کرنا پڑی اور اب تک مسلسل بھارتی جبر، یلغاروں، جھوٹے پروپیگنڈا، علانیہ سرکاری دہشت گردی، جھوٹے الزامات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، تاکہ عالمی دنیا، عالم اسلام،عوام پاکستان اور ہماری نئی نسل ہندوستانی حکومت، اس کے جتھوں، اس کی خارجہ جارحیت، میڈیا فلم انڈسٹری، مختلف کمپنیوں کے مختلف واروں، ہتھکنڈوں، لالچوں،فریبوں، بڑی اقتصادی منڈی کے نام پر اس کا شکار نہ ہوں،معمولی فائدے کے لیے ہندوستانی پروپیگنڈا کی وجہ سے دنیا کو اور انسانیت کو خطرے میں نہ ڈالیں، ہماری نوجوان نسل اپنے اسلاف کی طرح ہندتوا کی اصلیت جان کر اس کی چانکیائی چالوں کو سمجھ کر خود بھی بچے، دوسروں کو بھی بچائے اور اپنی قوم وملت و انسانیت کی فلاح کے لیے کام کرے۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ جن اعلی مقاصد کے لیے یہ ہندتوا (آر ایس ایس) کا اصل چہرہ اور آئینہ دکھانے کی کوشش کی ہے وہ تمام اعلیٰ مقاصد جلد عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

افتخار حیدر، اسلام آباد

ہندوتوا کے علمبرداروں کی مہابھارت مہم اور مسلمانوں اور اقلیتوں سے نفرت کی انتہا

ہندوتوا کے علمبرداروں کی مہابھارت مہم:

ہندو رہنماؤں میں کتنی وسعت ظرفی ہے،خود ہندوازم میں کتنی انسانیت نوازی ہے، وہ کتنا دوسرے انسانوں کا احترام کرتا ہے، ان کو جینے کا، اپنے معاشرے میں رہنے کا حق دیتا ہے تو کتنا اور کن کن پابندیوں کے ساتھ خود ہندوازم کے علمبردار اپنے ہی ہم مذہب لوگوں کو درجہ بندی میں تقسیم کرکے ان کا استحصال کرتے ہیں۔وہ بھی مذہب کے نام پر تقسیم در تقسیم دیکھیے پڑھیے، پاکستان بننے سے پہلے ہندو رہنما کس طرح کی ذہنیت رکھتے تھے؟ مسلمانوں کو کیوں الگ وطن لینا پڑا، ہر طرح کی قربانیاں پیش کرکے،اپنے آباء کی میراث،آباد گھرانے، سرسبزوشاداب کھلیان، چلتے کاروبار،اپنے عہدے، مدارس، ادارے، ہندو بلوائیوں کی طرف سے اپنی اغوا کی گئی خواتین،اپنے خونی رشتہ داروں کو ہندو بلوائیوں کے حملوں کی وجہ سے زخمی تڑپتا ہوا،شہداء کو بے گوروکفن چھوڑ کر زخمی جسموں کے ساتھ صرف ایمان بچا کر کئی کئی روز کے سفر کرکے پاکستان پہنچے تھے۔آج مسلمان رہنماؤں کے تمام خدشات درست ثابت ہو رہے ہیں، آج ہندتوا کا بھوت اپنی پوری فاشزم والی فیملی کے ساتھ اپنی اصلیت آر ایس ایس کے زیر سایہ ہندوستان میں، دنیا بھر میں، پاکستان میں اور جموں وکشمیر میں دکھا رہا ہے۔کیا اس ہندو ذہنیت، ہندوازم کے علمبرداروں کے ساتھ رہا جاسکتا ہے؟ کیا اس سوچ وفکر کے حامل لوگ ایک صحت مند

انسانی معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں ہندو رہنماؤں کے بیانات اور پھر دعا اور داد دیجیے قائداعظم محمد علی جناح بانیان پاکستان اور ہر اس بندے کو جو ہندتوا کے عفریت کے مقابل کھڑا ہے۔

① سوامی شردھانند، لاجپت رائے جیسے ہندو لیڈر علی الاعلان عوامی جلسوں میں کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے اس طرح نابود کر دینا چاہیے جس طرح ان کو ہسپانیہ سے کر دیا تھا۔

② لالہ ہردیال سنگھ ماتھور مشہور کانگریسی لیڈر پھر آریہ سماجی رہنما (یہ کوئی مذہبی سنت نہ تھے، بلکہ انھوں نے یورپ اور امریکہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی ہوئی تھیں) نے 1925ء میں ایک کتابچہ ''میرے وچار'' میں ہندوؤں کو تلقین کی ہے کہ سوراج حاصل کرنے کی کوشش کرو، مگر مسلمانوں سے مدد نہ لو، انھیں نظر انداز کر دو۔ ان پر انحصار کرو گے تو کہیں کے نہ رہو گے۔ ہندوستان اور پنجاب میں ہندو نسل کی بقا کی خاطر چار چیزیں بہت ضروری ہیں، ان کے بغیر ہم محفوظ نہیں ہو سکتے:

۱۔ ہندو سنگٹھن (اتحاد)۔

۲۔ ہندو راج۔

۳۔ مسلمانوں کی شدھی (مسلمانوں کو ہندو دھرم قبول کرنے پر مجبور کرنا)۔

۴۔ افغانستان اور سرحدی علاقوں کی تسخیر۔

③ گاندھی جی کہتے تھے کہ بھارت میں جو سوراج رواج پائے گا وہ رام راج ہوگا۔

④ جے پرکاش نارائن بھی کہتے تھے کہ رام راج ہی ہوگا۔[ہندوستان ایک مجروح تمدن: 145]

⑤ سوامی دیانند تو سرعام یہ بات کرتے تھے کہ بھارت کا مطلب ہی آریائی اور ویدوں والا بھارت ہے، لہٰذا چلو واپس ویدوں کی طرف۔ [دیانند اینڈ انڈین پرابلم۔ سی

پرمیشورن صفحہ: 38 تا 39]

اسی نیت کا شاخسانہ تھا شدھی تحریک تاکہ مسلمانوں کو ہندو بنایا جاسکے۔ ہندوستان کے اکثر ہندو لیڈر اسی فکر میں شب و روز بے چین رہے کہ کس طرح مسلمانوں کو ہندو بنایا جائے۔

⑥ تقدیر ہند(Indias Destiny)کے مصنف Cyril Modak لکھتے ہیں : مسلمان تلوار سے فتح کرتے ہیں اور ہندومت مدغم کرلیتا ہے، یعنی ہندو معاشرہ ضم اور مدغم کر کے غیر ہندو معاشرے کا وجود اور نشان ہی باقی نہیں رہنے دیتا۔ اس کے باوجود جو معاشرہ ہندو معاشرے کے مقابل اپنا تحفظ کرے اس کا یہ عمل ''ابلیسی کارروائی ہے۔'' شہزادہ داراشکوہ ہندو مسلم اتحاد کے جہاد میں شہید ہوا۔ اورنگزیب سازشی اور متعصب تھا۔ داراشکوہ علم وحکمت کا فدائی تھا اور وحدت کا طلب گار تھا۔ اورنگزیب عالمگیر نے تفرقے اور جدائی کی دیواریں کھڑی کر دیں۔ سرحدی گاندھی اور ابوالکلام آزاد کا روحانی مورث داراشکوہ ہے اور مسٹر جناح کا اورنگزیب۔ [صفحہ:16]

⑦ پنڈت شیوکشن کول اپنی کتاب ''Wake Up Hindus''میں لکھتے ہیں :''ہندو وہ ہے جو برصغیر کے معاشرے سے نسبت رکھتا ہو، اس کا نام معاشرے کے ناموں کا سا ہو اور اس معاشرے کے تمدن کے رنگ میں رنگا ہوا ہو۔ یہاں کے میلے اور رسمیں اس کے بھی میلے اور رسمیں ہوں۔''

اگر ہم ان چار مقاصد کو حاصل نہ کرسکے تو ہماری نسلیں محفوظ نہ ہوں گی۔ اس سے ہندوؤں کے عزائم واضح ہورہے ہیں، یہ صرف لالہ ہردیال سنگھ کی بات نہیں، سوامی دیانند، لاجپت رائے، کیلکر، تلک، شیام پرشاد مکھرجی، ڈاکٹر مونجے، مون موہن مالویہ اور سوامی شردھانند وغیرہ جیسے قائدین کی ایسی ہی رائے تھی، اس لیے قائداعظم محمد علی جناح

کہتے تھے کہ ہندو مہاسبھائی سیدھی بات کرتے تھے، کانگریس والے مکروہ منافقت سے کام لیتے تھے۔ منزل سب کی ایک ہی ہے کہ کسی بھی طرح مسلمانوں کی علیحدہ حیثیت کو ختم کر دیا جائے۔

⑧ 1939ء میں سوتری دیوی جو کولکتہ میں رہتی تھیں، اپنی کتاب "A Warning to India" میں لکھتی ہیں: جب میں بنگال میں داڑھی والے کو ایک خاص لباس میں ترکی ٹوپی سجائے دیکھتی ہوں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے، یہ شکلیں تو قاہرہ اور بغداد میں پائی جانی چاہییں۔

⑨ پروفیسر بلراج مدھوک جو ہندوستان میں آر ایس ایس کے کرتا دھرتا تھے اور تقسیم سے پہلے سری نگر کے ڈی اے وی کالج میں استاد تھے، نے اپنی کتاب "Hindustan On the Cross Raod" جو 1946ء میں اردو میں شائع ہوئی، اس میں لکھتا ہے کہ بھارت تو مذاہب و ادیان کی ری پبلک ہے۔ یہاں تعصب نام کی کوئی شے نہیں۔ یہ ہندو مسلم مناقشہ آناً فاناً ختم ہوسکتا ہے، بشرطیکہ غیر ہندی ہیروز کو اپنے ہیروز نہ مانیں۔ صرف ہندوستان کے ہیروز کو اپنا ہیرو مانیں، یعنی مسلمان اپنے ہیروز کی بجائے ہندو ہیروز کو اپنا ہیرو مان لیں، وہ بھی ان ہندو ہیروز کو بقول گاندھی جن کی اپنی درست تاریخ نہیں ہے، جنھوں نے انسانیت کے لیے بلکہ خود تمام ہندوؤں کے لیے کوئی بڑا کام نہیں کیا، وغیرہ وغیرہ۔ مزید لکھتے ہیں کہ ہندو مسلم مسئلے کا حل فقط یہ ہے کہ یہاں کی ساری آبادی کو ''ہند یایا'' اور ''ہندوایا'' جائے۔ مراد یہ ہے کہ یہاں سارے باشندے اسی طرح ہندوستانی بنیں کہ نام بھی غیر ہندوستانی نہ رکھیں، لباس بھی غیر ہندوستانی نہ استعمال کریں۔ انھیں چاہیے کہ اپنے ہیروز بھی ہندوستانی بہادروں کو مانیں۔ اگر ایسا ہو تو ہندو مسلم مسئلہ ختم

ہوجاتا ہے، پھر مسلمان یہاں امن اور چین سے رہ سکتے ہیں۔

آگے چل کر اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ جس طرح ہم نے مہاتما بدھ کا بت بنایا اور اسی طرح ہندوؤں کے بتوں سے بدھ مت والوں کی نفرت دور کرکے آخر ان کو ہندومت میں مدغم کرلیا۔اسی طرح ہم نے (محمد ﷺ) کا بت کیوں نہ بنا کے مسجدوں کے سامنے اور مندروں کے مقابل رکھا ؟ ہمیں ایک ہزار سال قبل یہ کوشش شروع کر دینی چاہیے تھی۔اب بنالینے چاہئیں تاکہ مسلمان محمد(ﷺ) کو پوجتے پوجتے ہمارے بتوں سے بھی محبت کرنے لگیں اور پھر بدھ مت کو ماننے والوں کی طرح ہم میں گم ہو جائیں۔یہ مدہوک جو بھارت میں راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ کے مدتوں صدر رہا۔ یہ بھارت میں مسلمانوں کا شدید مخالف تھا۔اس کا ایک مضمون اخبارات میں چھپا تھا ''بھارتی مسلمان مظلوم یا لاڈلے بچے'' واضح رہے اس کا یہ مضمون آسام میں مسلمانوں کے قتل عام کے فوری بعد لکھا گیا۔آج کی ہندوستانی نریندر مودی کی حکومت کے وزراء اور خود نریندر مودی مختلف قوانین، ملکی مفادات ملکی اکثریت کی ترجیحات کا سہارا لے کر اپنے بانیوں کے مخصوص ہندتوا کے ایجنڈے کو ہر ہر میدان میں نافذ کرکے ان کا نام لے کر ان کے خواب پورے کر رہے ہیں اور ہندوستان، خطے اور دنیا کے امن کو انارکی میں دھکیلنے کی کوشش کررہے ہیں۔

⑩ نتھورام گوڈسے نے 1948ء میں گاندھی کو قتل کر دیا۔ اسے حکومت ہند نے نومبر 1948ء کو پھانسی کی سزا دی۔ اس نے جو وصیت کی تھی وہ یہ تھی کہ اسے جلانے کے بعد اس کی راکھ تمام ہندو مردوں کی طرح گنگا میں نہ بہائی جائے، بلکہ جب پاکستان پھر بھارت کا حصہ بن جائے تب میری راکھ دریائے سندھ کی منبع میں گرائی جائے تاکہ وہ پوری وادی سندھ میں سے گزر کر بحیرہ عرب میں جاگرے(تاکہ وہ تمام علاقہ پاک ہوجائے جو پاکستان بننے کی وجہ سے پلید ہوگیا تھا)۔نتھورام گوڈسے کی

راکھ اس کے بھائی گوپال داس گوڈسے نے محفوظ کر رکھی ہے ۔وہ پونے میں رہتا ہے ۔اس نے اپنے مکان کے ایک کمرے کی ایک دیوار پر متحدہ ہندوستان کا نقشہ بنا رکھا ہے ۔اس نقشے کے نیچے ایک چاندی کے مرتبان میں نتھورام گوڈسے کی راکھ ہے۔ ہر سال 15 نومبر کو نتھورام گوڈسے کے (گرو داسئے) یعنی ہندومہاسبھا کے قائد ویرساورکر کے نام لیوا گوپال داس کے گھر جمع ہوتے ہیں اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پھیلا کر تجدید عہد کرتے ہیں کہ وہ نتھورام گوڈسے کا بچن (قول وعہد) پورا کریں گے اور بھارت کو دوبارہ متحد کر کے چھوڑیں گے،اس عہد کو گوڈسے دھرم یا گوڈسے مت(GODSE CULT) کہتے ہیں۔

[FREEDOM AT MIDNIGHT:1975]

نتھورام گوڈسے کی طرح کئی اورشدت پسند ہندوؤں کی راکھ اس لیے رکھی ہوئی ہے کہ اللہ نہ کرے،اللہ نہ کرے پاکستان ہندوستان کا حصہ بنا تو دریائے سندھ میں بہائی جائے گی۔

⑪ کانگریس کے بڑے لیڈر کے ایم منشی بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں: ہم ہندوؤں نے جن مسلمان بادشاہوں کی ملازمت قبول کی، ان کو بھی اچھوت (ناپاک) ہی جانا۔ ہم جب مسلمان حکمران کے دربار سے گھر لوٹتے تو پہلے کافوری اشنان (غسل) کرتے اور جو کپڑے دربار میں پہن کر گئے تھے، انھیں اتار کر الگ ڈال دیتے تھے۔ان کپڑوں میں ہم نہ کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے تھے۔

یہ اور اس طرح کی گواہیاں آج کے ہمارے عرب حکمرانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ہندو آج بھی آپ کو ناپاک ہی سمجھتا ہے، وہ صرف ہندوؤں کی زمین کو پاک سمجھتا ہے، اپنا مفاد پورا کرنے کے لیے وفادار ہونے کا ناٹک کرتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو ان کے عقائد دیکھتے ہوئے ان کی سازشوں سے بچنا چاہیے۔یہ جو عرب

ممالک اپنے علاقوں میں مندر بنوا رہے ہیں یہ تحقیق کرلیں کہ واقعی صرف عبادت کے لیے یہ مندر بن رہے ہیں یا ان کے مقاصد اور ہیں۔ 1940ء سے لے کر 1947ء تک ہندو اہل قلم نے جو لکھا ان کی ذہنیت وعزائم کی بخوبی عکاسی کرتا ہے۔ پرانی لائبریریوں میں اور لوگوں کے پاس وہ کتب اور تحریریں پڑی ہوئی ہیں۔عبرت حاصل کرنے کے لیے ان کا پڑھنا کافی ہے۔

⑫ کانگریس کے بڑے لیڈر ڈاکٹر انصاری کے گھر کانگریسی لیڈر ٹھہرے ہوئے تھے، گوشت خور کانگریسی تو ان کے دسترخوان پر ان کے ساتھ کھانا کھا لیتے تھے، سبزی خور اپنے کمروں میں کھانا منگوا لیتے تھے اوران کمروں کا رخ دریائے جمنا کی طرف تھا۔ میرے باورچی خانے سے کھانا پکا کر ان کمروں میں بھیج دیا جاتا تھا۔کانگریس ورکنگ کمیٹی کے سبزی خور ممبران تمام کھانوں کو بالٹیوں میں بھروا کر اپنے خدمت گاروں کے ذریعے جمنا میں بہا دیتے اور چوری سے جو کھانا چاندی والوں کے ہاں سے آتا وہی کھاتے۔ [مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور ہندوستان کی جنگ آزادی]

⑬ کشمیر کے شیخ عبداللہ لکھتے ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح ممبئی میں اپنی اہلیہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک ملاقاتی کا کارڈ اندر آیا۔ یہ پنڈت مدن مالویہ کا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح کھانے کی میز سے اٹھ کر گئے اور انھیں اندر لائے جب وہ میز پر بیٹھ گئے تو انھیں کھانے میں شرکت کی دعوت دی۔ مالویہ جی نے انکار کر دیا کہ میں مذہبی وجوہات کی بنیاد پر آپ کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ آپ ساتھ والے میز پر بیٹھ کر کھانا کھا لیں۔ مالویہ جی نے کہا کہ یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ نیچے قالین تو ایک ہی ہے اور اس کے ذریعے چھوت آ سکتی ہے۔ چنانچہ آداب میزبانی کو نبھاتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے قالین ہٹوا دیا

اور الگ میز پر انھیں میوے اور دودھ پیش کیا گیا۔شیخ عبداللہ لکھتے ہیں کہ اس واقع کا ذکر ہوا تو قائداعظم محمد علی جناح نے مجھ سے پوچھا: جس قوم کے برگزیدہ لیڈروں کا یہ حال ہو وہ آپ کو کیسے جینے دیں گے۔

شیخ عبداللہ نے لکھا کہ قائداعظم محمد علی جناح سرینگر تشریف لائے تو وہ میری باتوں سے خوش نہیں تھے، مگر انھوں نے کمال صبر سے مجھے سنا اور ایک مرد بزرگ کی طرح فرمائش کے انداز میں کہنے لگے: میں نے اپنے بال سفید کیے ہیں، میرا تجربہ یہ ہے کہ ہندو قیادت پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کبھی آپ کے دوست نہیں ہو سکتے، میں نے زندگی بھر ان کو اپنانے کی کوشش کی، لیکن مجھے ان کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوسکی۔ وقت آئے گا آپ کو میری بات یاد آئے گی اور آپ افسوس کریں گے۔ واقعی قائد کا فرمان سچ نکلا۔شیخ عبداللہ کی تمام نمک حلالی اور ہندوستانی غلامی کے باوجود جو اس کے خاندان کی حالت ہے۔ پوتے اور پوتیوں کی شادیاں غیر مسلموں کے ہاں کر کے بھی جب ہندوستان چاہتا ہے غداری کا طوق گلے میں ڈال دیتا ہے۔

(14) چودھری افضل حق جو احرارالاسلام کے بڑے لیڈر تھے، کہتے ہیں کہ ہندو اور سکھ حلوائی اس خیال سے کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگانے سے وہ پلید نہ ہوجائیں مسلمان خریداروں سے اپنے ہاتھ سے پیسے بھی نہ لیتے تھے، اس غرض کے لیے وہ ایک لکڑی کی ڈوئی استعمال کرتے تھے۔اس کا دستہ خود حلوائی اپنے پاس رکھتا اور مسلمان سے کہتا کہ وہ اس کے پیالے میں پیسے ڈال دے۔ میں جب اس ڈوئی کی پیالی میں پیسے ڈال رہا تھا تو بدقسمتی سے میرا ہاتھ دکاندار کو لگ گیا۔ اس سے دکاندار لال بھبھوکا ہوگیا اور اس نے مجھے ایک ہی سانس میں ہزاروں گالیاں سنا ڈالیں۔ ایک ساعت کے لیے میں بالکل بھونچکا ہوکر رہ گیا اور بے حس وحرکت کھڑا رہا۔ پھر

وہاں سے چلا آیا پھر کئی سال تک کسی ہندو یا سکھ کی دکان پر نہ گیا۔ [مسلمان اور اچھوت، صفحہ:34]

ہندوؤں کی ذہنیت کو سمجھنے کے لیے یہ صرف کچھ واقعات ہی کافی ہیں جو ہندو لیڈروں کا عمل مسلمان لیڈروں کے ساتھ تھا، عام ہندو کا عام مسلمان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے ۔اس سے ہندو کے اندر اور باہر کا پتا چلتا ہے۔ جہاں بھی جب بھی ہندوؤں کو کچھ طاقت ملی، موقع ملا وہ اپنی اصلیت دکھانے سے باز نہیں آتے۔

⑮ مولانا محمد علی جوہر کہتے ہیں کہ برٹش انڈیا کمپنی کی حکومت کے دور میں گلی کوچوں میں یہ ڈھنڈورا پیٹا جاتا تھا کہ خلق خدا کی، ملک ملکہ کا اور حکم کمپنی بہادر کا اور اب نہرو رپورٹ کی روشنی میں جو ہندوؤں کا تسلط قائم ہوگا اس کے لیے منادی پکاریں گے کہ خلق خدا کی، ملک ملکہ کا اور حکم ہندو مہا سبھا بہادر کا۔

آگے مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ گاندھی مہا سبھا کی بالا دستی کے لیے سرگرم عمل ہیں۔وہ سول نافرمانی کی تحریک شروع کریں تو مسلمانوں سے ہرگز مشورہ نہیں لیتے۔ وہ مسلمانوں سے بالا کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں۔ہم ہند کے غدار نہیں ہیں۔ہم نے کوئی عہد شکنی نہیں کی۔ گزشتہ بیس سال سے ہندو اکثریت مسلم اقلیت پر ستم ڈھا رہی ہے۔گاندھی جی نے ایک بار بھی کلمہ مذمت نہیں کہا۔انھوں نے کبھی شدھی اور سنگٹھن کی کارروائیوں پر اظہار ناپسندیدگی نہیں کیا۔ حالانکہ یہ کارروائیاں ہند سے اسلام کی بیخ کنی کے لیے کی جا رہی تھیں۔انھوں نے مدراس میں ہونے والے ہندو مسلم معاہدے کی دھجیاں اڑائی ہیں۔اب قرآن کے ارشاد کی روشنی میں ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں کہ اگر تمھیں کسی قوم کی جانب سے دھوکے اور عہد شکنی کا خوف ہو تو اس قوم کے

ساتھ طے کردہ معاہدے اس کے منہ پر دے مارو۔اللہ تعالیٰ فریب کاروں اور عہد شکنوں کے عمل کو پسند نہیں کرتا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے بھی مولانا کے اس بیان کا حوالہ دیا تھا۔

⑯ ایکٹ 1935ء کے تحت ہونے والے انتخابات میں چھ صوبوں میں ہندو اکثریتی حکومت مسلط ہوئی ۔وہاں مسلمانوں پر ستم کی بجلیاں ٹوٹ پڑیں۔مسلمان اکابر اور اہل عزت کی توہین کی گئی۔باا ثر مسلم افراد کو جھوٹے مقدمات میں الجھایا گیا۔ مسلمانوں کو فساد بپا کر کے قتل کیا گیا۔ان کے گھر جلائے گئے اور پھر گرفتار بھی مسلمانوں ہی کو کیا گیا۔اردو کی جگہ ہندی دیوناگری نافذ کر دی گئی۔مسلم دشمن ''بندے ماترم'' گیت کو ہندی قومی گیت کے طور پر سکولوں میں حمد (Prayer) کے طور پر رائج کر دیا گیا۔سرکاری عمارتوں پر کانگریسی جھنڈا لہرا دیا گیا، حالانکہ حکومت ابھی انگریز کی تھی اور تو اور اسکولوں میں گاندھی جی کا بت رکھ دیا گیا۔جس کے سامنے کھڑے ہو کر طلبہ مسلمان بچوں سمیت ''بندے ماترم'' گاتے تھے، یوں ان کو شرک کی تعلیم دی گئی۔یوں برہمنیت اپنی اصل نیت کے ساتھ عریاں رقص اور قتل و غارت کے مناظر پیش کرنے لگی۔اس دور کی خونی روداد، پیرپور رپورٹ، شریف رپورٹ، فضل الحق رپورٹ اور ان حالات پر قاضی عیسیٰ نے بھی کتاب لکھی۔ ہندوؤں کی یہ کم ظرفی اور اپنی اصلیت دکھانا مسلمانوں کو جھنجھوڑنے کا باعث بنا۔ اکتوبر 1937ء میں مسلمانوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس منعقد کیا، جو ہندوستان میں پوری مسلم ملت کا نمائندہ اجلاس تھا۔اس اجلاس کے بعد مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے متحد کرنا شروع کر دیا گیا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 1937ء، 1938ء اور 1939ء کے

اجلاسوں میں ہندو کانگریس کی حکومتوں کے مسلم دشمن رویوں کو بار بار ہدف تنقید بنایا اور بار بار کہا کہ ہندوؤ! تم نے صبر سے کام نہ لیا، شاید ہم دھوکے میں رہتے۔تم نے کم ظرفی کے باعث ہم پر قبل از وقت واضح کر دیا کہ تمھیں ہم پر اقتدار ملا تو تم کیا کچھ کر گزرو گے۔صوبائی حکومتوں میں ذرا سی آزادی ملی اور تم نے ہم پر کیا کیا آفت ڈھا دی۔ ہندوؤ! ہم شکر گزار ہیں کہ تم نے ہمیں مزید چوکنا کر دیا، تا کہ ہم اپنے ملی تحفظ کا کوئی اہتمام کرلیں۔

قائداعظم محمد علی جناح اور دوسرے زعماء نے کانگریس کو بار بار کہا کہ تم لوگ معمولی سے صوبائی اختیارات حاصل ہونے پر آپے سے باہر ہوگئے ہو۔تم ہم سے اچھا سلوک کرتے تا کہ ہم دھوکے میں آجاتے۔تمھاری ہاں میں ہاں ملاتے اور پھر آزادی کامل حاصل ہو جانے کے بعد تم ہماری جوگت بنانا چاہتے بنالیتے۔اس وقت ہم بے بس ہوتے مگر اے ہندو قائدین! ہم آپ کے شکرگزار ہیں کہ آپ نے ہمیں بروقت متنبہ کر دیا۔ اب ہماری جنگ دو محاذوں پر ہوگی۔ہم نے دوسرا دشمن بھی پہچان لیا ہے۔ہم انگریز کے خلاف بھی لڑیں گے۔ہندو کے خلاف بھی لڑیں گے۔فتح اللہ کے فضل سے ہماری ہو گی۔(ان شاء اللہ)

کانگریس نے ان ہی انتخابات میں کانگریسی غیر ہندوؤں کو اقتدار نہ دیا حالانکہ مقامی سطح پر ان کا حق تھا۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد ممبئی میں مسٹر نریمان مقامی کانگریس کے مسلمہ رہنما تھے۔امید تھی کہ سابقہ ریکارڈ اور مسٹر نریمان کی حیثیت کے پیش نظر انھیں ممبئی کی حکومت کی قیادت کرنے کے لیے کہا جائے گا۔اس کا مطلب تھا کہ صوبے کا وزیر اعلیٰ ایک پارسی ہوگا، جبکہ کانگریس اسمبلی پارٹی میں اکثریت ہندوؤں کی تھی، چنانچہ مسٹر بی جی کھیر کو آگے لاکر ممبئی کی کانگریس پارٹی اسمبلی کا لیڈر منتخب کیا گیا۔مسٹر نریمان نے کافی

کوشش کی، گاندھی جی تک بات لے کر گئے، مگر وہ اس زیادتی پر ہونے والی انکوائری سے پہلے ہی مقدمہ ہار گئے۔ نریمان کا دل ٹوٹ گیا اوران کی پبلک زندگی ختم ہوگئی۔

اسی طرح بہار میں ڈاکٹر سید محمود صوبے کے نامور لیڈر تھے، وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکریٹری بھی تھے، اسی طرح صوبے کے اندر اور باہر ان کی پوزیشن بہت مضبوط تھی۔ امید تھی کہ صوبائی خودمختاری کے تحت صوبے کے پہلے وزیر اعلیٰ ہوں گے، مگر ان کی جگہ سری کرشنا سنہا اور نارائن سنہا کو جو مرکزی اسمبلی کے ممبر تھے، کو واپس بہار بلا کر ان کی وزارت اعلی کے منصب کے لیے تربیت شروع کر دی۔ پھر سری کرشنا کو وزیر اعلی بنا دیا گیا، مسلمان کی جگہ ہندو کو۔ مولانا کہتے ہیں کہ میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ اعتراف کرتا ہوں کہ بہار اور ممبئی دونوں صوبوں میں کانگریس قوم پرستی کے دعووں میں پوری طرح کامیاب نہ ہوسکی۔ [ہندوستان آزاد ہوگیا، صفحہ:26،27]

''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن اور ہندوستان کی جنگ آزادی'' میں لکھا ہے کہ ہندو کہتا ہے مسلمان کانگریس میں آئیں اور چاہتا یہ ہے کہ نہ آئیں، کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان اگر کانگریس میں آئے تو ان کی پولیٹیکل طاقت بڑھ جائے گی اور ہندوؤں کی قوم پرستی کا راز کھل جائے گا۔ ابھی تک کانگریس کے دفتروں میں مسلمانوں کو اچھوت سمجھنے والے ہندو موجود ہیں۔ مسلمان ہندوستان کی جنگ آزادی میں شریک ہوئے اور آزادی کے لیے جس قدر خون بہایا وہ ہندوستان کی کسی قوم کے حصے میں نہیں آیا، لیکن جنگ آزادی ختم ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو یہ صلہ دیا گیا کہ نہرو رپورٹ سے بھی بدتر قرارداد منظور کی گئی۔

⑰ ایک مسلم قبیلہ جو ملکانہ راجپوت کہلاتے تھے مسلمان سے ہندو بنائے گئے۔ یہ سوامی شردھانند اور مدن موہن مالوی جیسے آریہ سماجوں کی بہت بڑی فتح تھی، لیکن اب مسئلہ یہ پیش آ گیا تھا کہ ان کو ہندو تو بنا لیا اب یہ ہندو سوسائٹی کے کس طبقے میں

شامل کیے جائیں۔وہ اپنے اسلام کی وجہ سے پلید قوم بن چکے تھے۔ اگرچہ وہ راجپوت کہلاتے تھے، چنانچہ ہندوؤں کے اپنے ہی کھاتوں کے مطابق ان کو اچھوتوں میں شامل ہونا چاہیے تھااور شودر سے بھی کمتر ہو کر چنڈال ، راکھش وغیرہ کہلانا چاہیے تھا۔ چنانچہ گاندھی نے شودروں سے اپیل کی کہ وہ اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیں اور ملکانہ کے شدھوں کو اپنے طبقے میں شامل کرلیں۔

[JE SANJNA .CASTE AND OUTCASTE]

⑱ ایک بہت بڑی برادری مہر کہلاتی تھی۔مہرسردار کو کہتے ہیں۔کبھی یہ لوگ اس علاقے میں حکومت کرتے تھے، انھی کی نسبت سے مہاراشٹر کہا جاتا ہے (مہر، راشٹر)۔ جب وہ لوگ غلام بنائے گئے تو جنگلوں پہاڑوں میں دھکیل دیے گئے۔ وہ کومکن اور پونے کے گردونواح کے جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔شیوا جی کے برہمن پیشواؤں کے دور میں ان کے بارے حکم تھا کہ وہ پونے میں صبح تقریباً نو بجے سے لے کر پچھلے پہر تین بجے تک داخل ہوسکتے ہیں، یہ اس لیے کہ ان اوقات میں سائے اتنے طویل نہیں ہوتے۔ [CASTE AND OUTCASTE]

برہمنی تعصب بھی کیا چیز ہے، اس میں بعض قبائل برہمنوں کے نزدیک ایسے ہیں کہ پچاس قدم سے ان کی نظر آریاؤں کو پلید کرسکتی ہے۔کسی کی نظر سو(100) گز سے پلیدی کا تیر چلاسکتی ہے، Unshadowable بدبخت قبیلے ہیں جن کے سائے سے آریائی انسان اور ان کے مکان بھرشٹ ہوسکتے ہیں۔

اسی کتاب کے اسی صفحے پر کورگ لوگوں کے بارے بتایا گیا ہے کہ ان کی پلیدی اور بدبوداری کے باعث ان کے گلے میں ایک برتن کا بندھا ہونا لازمی تھا، تاکہ وہ اپنے انھی برتنوں میں تھوکیں اور آریائی زمین گندی پلید اور بدبودار نہ ہو۔بعض مہر اور کورگ

باشندوں پر یہ بھی پابندی تھی کہ وہ اپنی کمر کے ساتھ پیچھے کی جانب جھاڑی یا جھاڑو باندھ کر چلیں اور وہ زمین پر گھسیٹ رہا ہو، تا کہ ناپاک قدموں کے نشان مٹتے جائیں۔ آریائی افراد (پاک مخلوق) ان کے قدموں کے نشانوں سے اٹھنے والی گرد وغبار کے ذروں سے ناپاک نہ ہوجائیں۔ یہ عجیب وغریب باتیں خود ہندوؤں نے نہ لکھی ہوتیں تو غیر آریائی عام آدم زاد تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ انسانیت کو یوں ذلیل وخوار کیا جاتا ہے۔ سچ کہا کسی نے کہ ہر بیماری کا علاج ہے مگر حماقت کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے۔

⑲ (i) رام جی کے ہاں شودر کا مقام:

ایک دن صبح کے وقت رام جی کو بتلایا گیا کہ ایک برہمن کا بیٹا مر گیا ہے۔اس ناگہانی حادثے کے بعد لوگوں کا دھیان فقط ایک امر کی طرف گیا، وہ یہ کہ کہیں کوئی ناپاک کام عمل میں آیا ہے۔رام جی تفتیش وتحقیق کے لیے نکل پڑے، انھوں نے دیکھا کہ ایک شودر ایسے مذہبی فرائض انجام دے رہا ہے جو کسی کھرے آریائی یا برہمن کے لیے مخصوص ہیں، اس شہر کا نام ''سنبوکہ'' تھا۔رام جی نے اس کا سرفوراً اڑا دیا، ادھر شودر کا سر اڑایا، ادھر وہ برہمن کا بیٹا زندہ ہوگیا۔ دیوتاؤں نے رام جی پر پھول برسائے، اس لیے کہ انھوں نے آریائی تمدن کا اس فیصلہ کن انداز میں تحفظ کیا تھا۔(سی نرادسی چودھری نے اپنی کتاب "The Continent of Circe" صفحہ:27 میں رامائن ہندوؤں کی مذہبی کتاب کا واقعہ لکھتے ہیں، گویا خود رام جی اور دیوتا بھی شودروں کے اس عمل کے خلاف تھے)۔کیا یہی رام راج نافذ کرنا چاہتے ہیں ہندو۔اس لیے رام کے نام پر مسلمانوں اور اقلیتوں کا جینا مشکل کیا ہوا ہے۔

(ii) میں جموں جیل میں تھا۔1993ء کی بات ہے کہ ایک پنڈت اور ایک شودر ہندو آپس میں الجھ رہے تھے۔ہندو کہنے لگا کہ حیدر سے فیصلہ کرواتے ہیں۔پنڈت بھی

خوش ہوا کہ حیدر میرا جاننے والا ہے، میرے حق میں فیصلہ کرے گا۔جموں کے نواح میں کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ جوہڑ کا پانی پیتے تھے، جوہڑ ایک تھا، اس کو تقسیم کیا گیا تھا کہ ایک طرف پنڈتوں کا حصہ تھا، دوسری طرف شودروں کا حصہ تھا۔ درمیان میں ایک حد بندی تھی۔جھگڑا یہ تھا کہ شودروں کی طرف سے جانور پنڈتوں کی طرف داخل ہوئے، ان کے ساتھ شودروں کی طرف کا پانی گارا پنڈتوں کی طرف آ گیا۔اس پر جھگڑا ہوا۔شودروں کی شامت آ گئی۔ان کو جوہڑ کے پانی سے محروم کر دیا گیا۔ان بیچاروں کی خواتین دور سے پانی لینے جاتیں تو راستے میں برہمنوں کے لڑکے تنگ کرتے۔ پنڈت جی کو بہت سمجھایا کہ آپ لوگ زیادتی کر رہے ہیں، آپ کے ہم مذہب ہیں کچھ ترس کھائیں، صلہ رحمی کریں، انسانیت بھی کوئی چیز ہے۔ پنڈت جی اسی ضد میں رہے کہ نہیں یہ شودر ہیں، ان کو کیسے یہ حق دے دیں۔جب بار بار منت سماجت کے بعد بھی پنڈت جی نہ مانے تو میں نے کہا کہ پھر ان شودروں کو کسی اور ملک بھیج دیں یا گولی مار کر ختم کر دیں۔ پنڈت جی جھٹ بولے پھر ہمارا کام کون کرے گا۔میں نے کہا پنڈت جی، جب آپ کے لوگ ان سے کام کرواتے ہیں اور ان کی خواتین سے زیادتی کرتے ہیں، تب دھرم کہاں جاتا ہے، تب پلید نہیں ہوتے؟ بارش ہونے کی صورت میں پانی زیادہ جمع ہوتا ہے تب تو آپ کے بقول حد بندی جوہڑ کے درمیان والی نظر بھی نہیں آتی، تب بھی تو پانی مکس ہوتا ہے۔لہٰذا پنڈت جی میرا فیصلہ تو یہ ہے کہ گاؤں کے اسی جوہڑ سے اپنے ان ہندو بھائیوں کو بھی پانی بھرنے دیں۔بس پھر کیا تھا اس کے بعد جب بھی پنڈت ملا منہ موڑ گیا۔نہیں تو پہلے جب ملتا ہاتھ جوڑ کر نمستے بھیا، رام رام حیدر صاحب کہتا۔ ایک دن میں نے پنڈت کو پکڑ لیا کہ کیوں ناراض ہیں۔بس پھر کیا تھا پنڈت چھوٹتے ہی شروع ہوگیا کہ تم لوگوں نے کشمیری پنڈتوں کو بھی مارا ہے۔میرے خلاف بھی فیصلہ دیا ہے۔میں نے کہا :ارے پنڈت جی! کہاں دیہات کے جوہڑ سے اٹھ کر سرینگر کے چشموں میں

پھد کنے لگے ہو۔ میری بات سنو! پنڈتوں کو ہم نے نہیں آپ کے گورنر جگموہن نے بھگایا ہے، مارا ہے آپ کی فورسز نے، تاکہ ہم مسلمانوں کے خلاف بربریت کا بہانہ مل جائے۔ وہ تو ہماری الحمدللہ عسکریت مضبوط ہے، تمھاری حکومت کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔ پنڈت جی آپ کو بہت درد ہے کشمیری پنڈتوں کا تو یہ بتلانا پسند کریں گے کہ آپ جموں والے کشمیری پنڈتانیوں کو ان کے جموں میں گھروں سے اور گاڑیوں سے اتار اتار کر کیوں اغوا کر کے لے جاتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندو ہمارے ساتھ مل کر آپ کی فورسز کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ بھائیوں کی طرح رہتے ہیں آپ کی طرح نہیں۔ ہم ان کے گھروں میں رہتے ہیں اور وہ ہمارے گھروں میں رہتے ہیں۔

(iii) مزید اسی نرادسی کی کتاب میں ایک واقعہ پڑھیں کہ کورو اور پانڈو شہزادے ایک دن جنگل میں شکار کھیلنے گئے۔ ان شہزادوں نے تیر اندازی کا فن ایک برہمن سے سیکھا تھا۔ جس کا نام ڈرونا تھا۔ شہزادوں نے دیکھا کہ ان کا کتا جو ادھر ادھر بھاگ دوڑ رہا تھا اس کا منہ تیروں سے سلا ہوا ہے۔ یہ بڑی مہارت اور چابک دستی کی بات تھی۔ شہزادے حیرت کے عالم میں اس شکاری کی تلاش میں چل پڑے جو اتنا مشاق تیر انداز تھا۔ چنانچہ ایک لڑکا دیکھا جو تیر کمان سے کھیل رہا تھا، اس لڑکے نے بتایا کہ وہ ڈرونا برہمن کا شاگرد ہے۔ شہزادوں کو بھی حیرت ہوئی اور حسد بھی کہ ڈرونا برہمن نے آریائی شہزادوں کو وہ کچھ نہ سکھایا جو اس لڑکے کو سکھا دیا تھا۔ شہزادوں کی شکایت سن کر ڈرونا برہمن بہت پریشان ہوا اور بتلایا کہ اس نے کسی کو تیر اندازی کا ایسا فن نہیں سکھایا، دراصل ہوا یہ کہ وہ لڑکا ڈرونا برہمن کی خدمت میں یہ التجا لے کر حاضر ہوا تھا کہ اسے تیر اندازی کے فن میں ماہر کر دیا جائے۔ لیکن ڈرونا نے یہ کہہ کر اسے تربیت دینے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ اچھوت ہے مگر وہ لڑکا بددل نہ ہوا۔ اس نے ڈرونا برہمن کا بت بنایا اس کے حضور سر بسجود ہوتا رہا، دعائیں مانگتا رہا، اس کا نام جپتا رہا، مشق تیر زنی کرتا رہا، حتیٰ

کہ اس بے پناہ مہارت کو پہنچ گیا۔ ڈرونا نے جب اس لڑکے سے پوچھا کہ میں نے تمھیں یہ فن سکھانے سے انکار کر دیا تھا پھر تم نے یہ کیسے سیکھ لیا، نیز تم یہ کس طرح کہتے ہو کہ یہ فن تمھیں ڈرونا نے سکھایا؟ چنانچہ لڑکے نے ڈرونا کے بت اور اس بت کے ساتھ اپنی عقیدت کی عطا کردہ برکت کا ذکر کیا۔ ڈرونا کے تعجب کی انتہا نہ رہی اور اب برہمن کی فطرت نے اپنی سنگدلی کا مظاہرہ کیا۔ ڈرونا برہمن نے اس لڑکے سے کہا: ہاں! واقعی تم نے میری وجہ سے یہ فن حاصل کیا ہے، تم تو میرے شاگرد ہو۔ لہٰذا تم پر فرض ہے استاد کی خدمت میں دکشنا (نذر) پیش کرو۔ شاگرد نے باکمال برخورداری سے پوچھا کیا دکشنا (نذر) پیش کروں؟ ڈرونا نے کہا: اپنا دایاں انگوٹھا۔ چنانچہ لڑکے نے جس پر اس کے کمال فن کا انحصار تھا کاٹ کر استاد کے چرنوں میں رکھ دیا۔

(iv) اسی طرح ایک واقعہ جے ای سنجانا اپنی کتاب "Caste and Outcaste" میں لکھتے ہیں کہ کالی کٹ کے نواح میں ایک بچہ کنویں میں گر گیا۔ شور مچایا بچاؤ بچاؤ۔ ایک دیہاتی ادھر سے گزر رہا تھا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ کنویں میں چھلانگ لگادی اور بچے کو بچالیا۔ سب لوگوں نے جو اردگرد تھے شکریہ ادا کیا۔ بعض نے تو پاؤں بھی چھوئے۔ اسے دیوتا تک کہا اور جب وہ جانے لگا تو اس کا اتا پتا دریافت کیا۔ جب اس نے بتلایا تو معلوم ہوا کہ اچھوت ہے، چنانچہ وہیں شکریہ ادا کرنے والوں نے اس کا مار مار کر بھرکس نکال دیا کہ کمبخت نے ان کا کنواں بھرشٹ کر کے رکھ دیا تھا۔

(v) اسی طرح جب رام نے سیتا کو لکشمن کی قید سے دکھن کے لوگوں کے تعاون سے چھڑوایا۔ لیکن ذاتوں کی طبقہ بندی اور نسلی امتیازات کے رکھ رکھاؤ کی بدولت دکھن کی ساری آبادی راکھشس، بھوت اور ونار تھی۔ وہ لوگ غیرت مند اور باوفا تھے۔ انھوں نے رام جی کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ لیکن برہمن معاشرے نے دکھن کے باشندوں کا شکریہ ادا کرنا گوارا نہ کیا۔ کیونکہ شکریہ ادا کرتے تو انھیں انسان تسلیم کرتے ۔ برہمن تقسیم

کے مطابق یہ ممکن نہ تھا، چنانچہ انھوں نے جہاں راون کو ایک بادشاہ کی بجائے محض دیو اور بھوت کا روپ مانا وہیں اس کے مددگاروں کو بندر قرار دے دیا۔

[The Menace Of Hindu Imperialism]

یعنی برہمن معاشرے نے بندروں کو اور ان کے سردار ہنومان جی کو اپنا محسن بلکہ دیوتا مان لیا، مگر انسانوں کو انسان تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

(vi) قائداعظم محمد علی جناح نے بار بار کہا کہ جو معاشرہ اس طرح انسان دشمن درجوں میں بٹا ہوا ہو، وہ دوسرے کے ساتھ برابری کا سلوک کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے برہمنی اور شودری معاشرے میں جمہوری روح کس طرح کار فرما ہوسکتی ہے۔ ہندو لیڈروں کو دیانت داری کے ساتھ تسلیم کر لینا چاہیے کہ ان کے یہاں جمہوریت کا نام لینا محض فریب دینا ہے۔ شودروں، اچھوتوں، ادیکھوں، چنڈالوں اور راکھشسوں کے ہوتے ہوئے کوئی معاشرہ جمہوری کیسے کہلا سکتا ہے۔

(vii) 2004ء کے اخبارات میں یہ واقعہ چھپا ہے کہ ہریانہ صوبہ کے کسی گاؤں میں مسلمانوں کی گھوڑی نے برہمنوں کے کھیت سے چند بیلیں کھا لیں۔ بس پھر کیا تھا مسلمانوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ مسلمانوں سے بات چیت لین دین بند کر دیا۔ ہندو پنچائیت کے فیصلے سے مسلمان خواتین قضائے حاجت کے لیے اپنے دور دراز کھیتوں میں جانے پر مجبور ہوئیں۔ مسلمانوں کو اتنا تنگ کیا کہ بیچارے معافیاں مانگتے رہے کہ کچھ اور سزا دے لو یوں بائیکاٹ نہ کرو۔ اسی طرح بے شمار واقعات آئے دن ہندوستان میں ہوتے رہتے ہیں۔ میڈیا میں بہت کم آتے ہیں کیونکہ میڈیا اور سرکار تو ہندوؤں کی ہی ہے۔

⑳ البیرونی نے اپنی کتاب ''کتاب الہند'' میں لکھا کہ ہندو کون ہے؟

ہندو قوم کی ایک خوبی یہ ہے کہ بڑی برخود غلط اور مغرور قوم ہے۔ عقیدہ یہ بھی ہے کہ کائنات میں اگر وطن ہے تو صرف ان کا وطن ہے۔ دھرتی ہے تو صرف ان کی دھرتی

ہے۔قوم تو صرف ان کی قوم ہے۔علوم ہیں تو صرف ان کے علوم ہیں ۔ان کی سرزمین کے باہر جو کچھ بھی ہے وہ غلیظ ہے، پلید ہے، بدبودار ہے، صرف انھیں کا وطن پاک ہے، باقی ہرسرزمین پلید ہے۔ان کی زبان میں غیرملکی اور اجنبی کوملیکش کہتے ہیں، لیکن چونکہ ہر بیرونی سرزمین پلید ہے، لہٰذا ملیکش کا معنی خود بخود پلید شخص ہوگیا۔ لہٰذا غیرملکی اور ناپاک ہم معنی ہوگیا(یعنی باہر سے آنے والا نام اور باہر سے آنے والے مذہب بھی ملیچھ ناپاک ہیں)۔ ان کے نزدیک جملہ علوم وفنون کا گھر انھی کا وطن ہے، چنانچہ کسی علمی بحث میں اگر یہ کہا جائے کہ خراسان کے فلاں عالم نے یہ لکھا یا کہا ہے تو وہ حیرانی سے پوچھتے ہیں : ہندوستان سے باہر کے لوگ یہ بات کیونکر جانتے ہیں، ضرور اسے برہمن نے پڑھایا ہوگا۔ مشہور مغربی فلاسفر ہیگل نے اپنی کتاب ''فلسفہ تاریخ'' میں لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی دوسرا معاشرہ اس طرح اپنے جغرافیے اور ماحول کا قیدی نہیں جس طرح ہندوستانی معاشرہ ہے۔

ہیگل مزید لکھتا ہے کہ جس قدر ہندوقوم زمین کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اس قدر کوئی دوسری قوم زمین بستہ نہیں، وہ اپنی دھرتی کو فقط بت ہی نہیں جانتے بلکہ ''ماتا'' کا سا بت جانتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو پتا ہونا چاہیے ہندو اپنی ماتا پر دوسروں کا قبضہ برداشت نہیں کرتے۔مجبوری کی الگ بات ہے۔جیسے مسلمانوں کی حکومت برداشت کرنا پڑی اب وہ اپنے آپ کو طاقت ور بنا رہے ہیں، تاکہ پاکستان کے وجود سے بھارت کو پاک کردیں۔

ایسی نفسیات والی قوم سے صلح کیسے ممکن ہوسکتی ہے، بلکہ اس خطرناک عزائم والی قوم کی قوت فوری طور پر توڑنی چاہیے، کیونکہ ان کا طاقت ور ہونا فتنہ ہی فتنہ ہے۔

㉑ ہندو مصنف نرادسی چودھری اپنی کتاب "The Continent of Circe" میں لکھتے ہیں : ہندوقوم کے مزاج کا یہ پہلو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ہردم تشویش اور گھبراہٹ میں کیوں مبتلا رہتی ہے۔مثلاً ہندوؤں کو یہ اضطراب لاحق رہتا ہے کہ

فلاں اور فلاں ہمسایہ ملک سے ہمیں فوراً نبٹ لینا چاہیے۔ اگر ہم اس کو دبا نہیں لیتے تو یقیناً وہ ہمیں دبا لے گا۔ مزید لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کو ہمسائے سے ہٹ کر خود ان کے اپنے معاشرے کے اندر بھی اگر کوئی ایسی قوم یا قبائل کی جمعیت موجود ہو، جو ان کے اوضاع و اطوار اور آداب و رسوم پر کاربند نہ ہو تو اس ضمن میں بھی بہت کھٹکتے ہیں۔ چاہیں گے کہ ایسی جمعیتوں یا قبیلوں کی سرکوبی کر دیں، ورنہ وہ لوگ ان کی سرکوبی لازماً کر دیں گے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہندو کسی کے ساتھ نیک ہمسائے کی طرح یا مل جل کر انسانوں کی طرح رہ ہی نہیں سکتے۔ ایسی گھبرائی اور خوف زدہ (Panicky) قوم کے ساتھ بقائے باہمی (Coexistence) کسی طرح ممکن ہو سکتی ہے جو ہر دم اس چکر میں رہے کہ مار ڈالو، ورنہ مارے جاؤ گے۔ نرادسی چودھری ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایسی نفسیاتی کیفیت میں رہنے والی قوم لازماً خونخوار ہوتی ہے اور یہ خونخواری اس کی بزدلی کی پیداوار ہوتی ہے۔

(22) سوامی دھرم تیرتھ جی مہاراج نے یہ واقعہ سرجاندناتھ کی کتاب شیوا جی اینڈ ہز ٹائمز کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب تیس سال کی مسلسل جنگوں کے بعد شیوا جی نے چاہا کہ اس کی تاج رسم پوشی ادا ہو تو برہمنوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ تم کھشتری ذات سے تعلق نہیں رکھتے، لہٰذا شاستروں کی رو سے تمھاری تاج پوشی کی رسم ادا نہیں ہو سکتی۔ شیوا جی نے ہزاروں برہمنوں کی کئی ماہ دعوتیں کیں اور ضیافتیں جاری رکھیں اور کئی لاکھ روپیہ برہمنوں کو رشوت دی۔ اکیلے گنگا بھٹ ہی نے جو بڑا برہمن پروہت تھا، لاکھ روپیہ وصول کیا۔ شیوا جی سے اس امر کا بھی ہرجانہ وصول کیا گیا کہ اس کی فوج کشی کے دوران برہمنوں کو نقصان پہنچا تھا، وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد برہمنوں نے اودے پور کے راجپوت خاندان کے ساتھ شیوا جی کا نسب جوڑا اور

جعلی نسب نامہ تیار کر دیا۔تب کہیں جا کر شیوا جی مرہٹے کی رسم تاج پوشی ادا ہوئی۔
روزنامہ ڈان 21 مارچ 2004ء کو فرانسیسی خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق ہندوستان کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے مہاراشٹر کے انتخابی جلسوں میں ''شیوا جی''(ہندو کنگ ان اسلامک انڈیا) کے امریکی مصنف کے خلاف مسلسل غیض و غضب کا اظہار کیا اور یہ کہہ کر یہ کتاب ضبط کروائی کہ اس کتاب نے ہمارے ہیرو کی توہین کر کے ہماری قومی انا کو مجروح کیا ہے اور ہمارے غرور پر چوٹ لگائی ہے جس انسٹیٹیوٹ سے منسلک ہو کر امریکی مصنف نے سالہا سال مہاراشٹر میں رہ کر یہ تحقیقی کتاب لکھی اسے شیوسینا نے آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا جس میں مہاراشٹر کی تاریخ و ثقافت پر نادر و کمیاب مسودات بھی نذر آتش ہو گئے امریکی یونیورسٹی منی سوٹا میں دینیات کے پروفیسر جیمز لائنے (James Laine) نے سالہا سال کی تحقیق کے بعد یہ کتاب لکھی اس میں انھوں نے شیوا جی کو اَن پڑھ، اَن گڑھ، آوارہ، اوباش، بدعہد اور فریبی لٹیرا قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس کی ولدیت کو بھی مشکوک ٹھہرایا۔ سوال یہ ہے کہ اس امریکی مصنف اور انسٹیٹیوٹ پر اتنا غصہ نکالا گیا، یہ غصہ نکالنے والے ان برہمنوں یا پنڈتوں کو کیا کہیں گے جنھوں نے بڑی رشوت لے کر بقول واجپائی ہمارے ہیرو ہمارے غرور قومی انا کا اودے پور راجھستان کے راجپوت خاندان سے جھوٹا نسب جوڑ کر اس سے رشوت اور تاوان لے کر تاج پوشی کی تھی۔

ایک طرف مسلمانوں کے خلاف بغض کی برکت سے یہ حال ہے کہ شیوا جی کو چھتر دستی کہتے زبان سوکھتی ہے اور دوسری طرف ذاتوں کی تقسیم کا عذاب یہ ہے کہ شیوا جی راجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لیے کہ وہ آریہ نہیں وہ نیچ ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ہے

ہندوازم اور یہ ہے ان کی سوچ ۔ بھلا مسلمانوں کے لیے اس معاشرے میں کیا جگہ ہوگی، چاہے نام کے مسلمان ہوں۔ جب وہ برہمن چھوٹی جاتی کے جنگجو کو وہ حق دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ بطور سبق ایک واقعہ کافی ہے وگرنہ کتب بھری پڑی ہیں ان ناانصافیوں اور انسانیت شکنی کی داستانوں سے۔ ہندوؤں کے ایک اور بہادر ارجن کو بھی کچھ ایسے حالات سے گزرنا پڑا۔

㉓ قائداعظم کہتے ہیں کہ راونڈ ٹیبل کانفرنس میں گاندھی نے ہم پر ایک شرط لگا دی کہ ہم مسلمان اچھوتوں کے مطالبہ حقوق کی مخالفت کریں۔ اچھوت چاہتے تھے کہ انھیں جداگانہ حق نیابت دیا جائے یا خصوصی مراعات دی جائیں۔

قائداعظم محمد علی جناح کہتے ہیں: اب آپ ہی بتلائیں کہ کوئی بھی شخص جس میں ذرا سی بھی شرافت، انصاف اور دیانت، امانت کی رمق باقی ہو وہ کس طرح یہ تسلیم کر لے کہ سات کروڑ مخلوق جن کی محرومی ہند کے ماتھے پر سب سے بڑے کلنک کا ٹیکہ ہے، انھیں اچھوت ہی رہنے دیا جائے اور انھیں سناتنیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے جن میں گاندھی بھی شامل ہیں۔ میں انسانیت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسلمانوں سے بھی زیادہ ان کا خیال رکھتا ہوں۔ اس لیے کہ مسلمان تو اپنے معاملات طے کرنے پر قادر ہیں کچھ لے دے سکتے ہیں۔

㉔ ڈاکٹر امبیڈکر اپنی کتاب ''کانگریس اور گاندھی نے اچھوتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا'' میں ایک باب ''گاندھی کا سلوک'' قائم کیا ہے۔

اچھوتوں نے جب اپنے سیاسی حقوق کا مطالبہ کیا تو گاندھی جی نے ''جات پات توڑک'' منڈل قائم کروانا شروع کر دیے۔ حالانکہ اچھوتوں کو محض دھوکا دینا مقصود تھا۔ دوسری گول میز کانفرنس میں ڈاکٹر امبیڈکر نے اچھوتوں کو ہندوجاتی سے الگ قوم تسلیم کیے جانے کا مطالبہ کیا۔ قائداعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال اور دوسرے مسلمان مندوبین نے

بھرپور تعاون کیا۔مسلمان تو ان کی امداد کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے، کیونکہ ان مظلوموں کے ساتھ ہر انصاف پسند آدمی کو ہمدردی تھی۔ گاندھی جی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اچھوتوں کو ان کا حق نہ ملے۔لیکن برطانوی حکومت نے گاندھی جی کے سارے دلائل ردّ کر کے اچھوتوں کو جداگانہ حق رائے دہی دے دیا تھا۔بس پھر کیا تھا پورے بھارت میں طوفان آ گیا۔ ہر لالا کائیں کائیں کرنے لگا۔ گاندھی جی نے مرن برت رکھ لیا۔ڈاکٹر امبیڈکر کے بقول یہ مرن برت صرف ہندوجاتی کی بہتری کے لیے تھا۔ اگر اچھوتوں کو حق رائے دہی مل جاتا تو ہندوجاتی کی قوت آدھی رہ جاتی۔پھر اچھوت اور مسلمان مل کر ہندوجاتی کو ناکوں چنے چبوا سکتے تھے۔گاندھی جی کے مرن برت نے آخر اچھوتوں کو مار ڈالا اور ہندو قوم کو بچالیا۔ڈاکٹر امبیڈکر پر اس قدر اخلاقی دباؤ تھا کہ وہ گاندھی جی کے وعدوں کے دام میں پھنس گئے اور ان کو موت کے منہ سے نکال لیا اور اپنی قوم کو فنا کر لیا۔

۱۔ گاندھی جی نے مخصوص اور زیادہ نشستیں عطا کر کے ہریجنوں کی سیاسی قوت کو بڑھانے اور محسوس کرنے کا وعدہ کیا۔

۲۔ اور یہ کہ اچھوت ہندوجاتی کے مندروں میں داخل ہوکر پوجا کر سکیں گے۔

۳۔ اچھوت اپنے بچوں کو ہندوجاتی کے اسکولوں میں ان کے بچوں کے ساتھ اپنے بچوں کو تعلیم کے حصول کے لیے بھیج سکیں گے۔

۴۔ وہ بستی کے کنوؤں سے پانی لے سکیں گے۔

یہ سب ہونے کے بعد ہندوجاتی کے برابر ہوجائیں گے۔گاندھی جی نے اچھوت سدھار فنڈ بھی قائم کر دیا اور اپیل بھی کر دی۔ ڈاکٹر امبیڈکر جھانسے میں آ گئے، پھر پونہ پیکٹ 1933ء عمل میں آ گیا۔بس پھر کیا تھا پونہ پیکٹ کے بعد گاندھی جی نے سارے وعدوں سے جان چھڑوالی۔ انگریز نے تو اچھوتوں کو بہت کچھ دیا تھا مگر کانگریس اور

گاندھی جی نے سب چھین لیا۔ پھر اگر اچھوتوں نے کنوؤں سے پانی لینے کے لیے مندر میں داخل ہونے کا حق حاصل کرنے کے لیے ستیہ گرہ کیا، تحریک چلائی، ہندو جاتی نے باقاعدہ ان کی بے رحمی سے پٹائی کی اور گاندھی جی نے کوئی مدد نہ کی۔ الٹا ان کی مدد پٹائی کرنے والوں کو حاصل ہوتی تھی۔

ڈاکٹر امبیڈکر لکھتے ہیں کہ گاندھی جی نے انگریز کے خلاف مرن برت رکھنے کی کافی پریکٹس کی ہوئی تھی۔ ہندوؤں کے فائدے کے لیے اور اچھوتوں کو محروم کرنے کے لیے بھی برت رکھ لیا۔ مگر اچھوتوں کو ہندوؤں سے حقوق دلوانے کے لیے کبھی برت نہ رکھا، تاکہ اچھوتوں کو بھی کنوؤں، درسگاہوں اور دیگر سماجی مقامات تک رسائی ہو جاتی۔

[WHAT CONGRESS AND GANDHI DID TO UNTOUCHABLES]

ہمیں یہاں جیلوں میں جتنی بھی کتب میسر آئیں یا اخبارات سے پتا چلتا ہے یا پھر شودروں سے مل کر پتا چلتا ہے کہ آج بھی کوئی حقوق میسر نہیں ان شودروں کو۔ آئے دن زندہ جلایا جاتا ہے۔ ان کی خواتین کے ساتھ اجتماعی زیادتی کی جاتی ہے۔ پھولن دیوی وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ ان پر ہر طرح کی زیادتی کی کہانیاں سامنے آتی ہیں۔ انسانیت شرما جاتی ہے۔ نہیں شرماتے تو برہمنوں کے ضمیر۔

ایک طرف کچھ لوگ کہتے ہیں سرحدیں ختم ہوں پھر ایک ہوں۔ ان لوگوں کو اچھی طرح سوچ لینا چاہیے جو ہندو اور ہندنی کے چہروں کی مسکراہٹ اور ہاتھ جوڑنے پر ہی لٹو ہو جاتے ہیں۔ ہندو کی بغل میں دبی چھری نہیں دیکھتے۔ ہندو، ہندتوا کے نفاذ کے لیے ہی ملیں گے یا اپنے مفادات کے لیے۔ برابر کے حقوق دینا ان کے دھرم میں ہی نہیں ہے، بھلا جو اپنے سینئر ہندوستانیوں کو حقوق نہ دیتے ہوں، جو ان کے ہم مذہب بھی ہیں، دوسروں کو کیا حقوق دیں گے؟ یہاں تو برادریوں کے مندر الگ الگ ہیں۔ پچاس کلومیٹر کے بعد بھگوان بدل جاتا ہے۔ سونیا گاندھی کسی مندر میں چلی گئیں بعد میں اس مندر کو

غسل دے کر پاک کیا گیا۔ ایسے واقعات آئے روز ہوتے ہیں۔اس لیے کہ ہندو اپنے علاوہ ہر کسی کو ناپاک سمجھتا ہے۔ پھر کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔حالانکہ جتنا ناپاک اور حیا سے عاری ہندو ہے کوئی اور کم ہی ہوگا، مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہندو نہ حکمران اچھا تنا نہ محکوم اچھا۔

㉕ (i) ایم ایس مدراسی ویران پلائے مدراسی نظریہ پاکستان کے دشمن تھے۔مگر انھوں نے مسلمانوں کے ایک علیحدہ وطن کے مطالبے کے بارے میں ہندوؤں کو مجرم ٹھہرایا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''ذاتوں کی تقسیم کا مسئلہ بڑا ہی گھناؤنا اور متلی آور ہے۔اس کا اثر زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہے، اگر مسلمان ہم سے دور ہوئے ہیں اور وہ پاکستان کے سرابوں اور خلاؤں میں تسکین تلاش کرنے لگے ہیں تو اس ضمن میں بھی ذاتوں کی تقسیم نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔'' مزید لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس میں کیا قصور ہے، اگر پانچ ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ اکٹھے رہنے کے باوجود خود ہمارے درمیان نام نہاد پست ذاتیں موجود ہیں ''ذات باہر'' اور اچھوت تا حال وہیں ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خود ہم میں خرابی ہے۔اس سماجی اور معاشرتی کوڑھ کو جسے ہم اچھوت کہتے ہیں ختم کرنا چاہیے اور جلد۔حد ہے کہ دس کروڑ مسلمان ایک ہزار سال ہندوؤں کے ساتھ میل جول رکھنے کے باوجود آج ہندوؤں میں گھل مل نہیں پائے۔

(ii) نرادسی چودھری نے اپنی کتاب "The Continent of Circe" میں لکھا ہے کہ تاریخ نے پولینڈ والوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا وہ نہایت برا سلوک ہے۔لیکن جب میں غور کرتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ تاریخ نے ہندی مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا ہے وہ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ہندی مسلمانوں کے ساتھ تاریخ کی یہ بدسلوکی

اگرچہ تقسیم ہند کے باعث نمایاں تر ہوگئی، تاہم حقیقت یہ ہے کہ جب سے برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت زوال پذیر ہوئی اس وقت سے مسلمانوں کی نکبت اور مفلوک الحالی بدستور بڑھتی چلی آرہی ہے۔

㉖ (i) ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے اپنی کتاب "The Real Hinduism" میں ویدوں کی روح پیش کرنے اور اصل ہندو عقیدہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کتاب میں جگہ جگہ مسلمانوں پر شدید حملے کیے گئے ہیں۔اس کتاب میں سوامی دیانند کا وہ بیان بھی شامل ہے جو سوامی دیانند نے بستر مرگ سے جاری کیا تھا کہ مسلمان اپنی حدود عبور کرتے جا رہے ہیں۔ لہٰذا اے ہندوؤ! کب تک غفلت کی نیند میں کروٹیں لیتے رہو گے۔کتاب کے گرد پوش کی پست والی پٹی پر افضل خان اور شیواجی کو بغل گیر ہوتے دکھایا گیا۔یہ تصویر افضل خان کی باہر نکلتی ہوئی آنکھوں کے ذریعے یہ اعلان بھی کر رہی ہے کہ افضل خان کی پیٹھ میں برادرانہ پیار کا خنجر پیوست ہو چکا ہے اور یہی ہے حقیقت ہندوؤں کی۔ یہ خنجر نما ہتھیار آج برطانیہ کے میوزیم میں ہے۔جو شیوا جی کی مکاری وعیاری کے ذریعے کیا گیا وار دنیا کو بتلا رہا ہے۔

(ii) بھارتی حکومت نے ڈی پی دھر اور ہسکر وغیرہ جیسے ماہر اور سیاسی عہدے داروں کو (اندلس) ہسپانیہ ایک سے زیادہ بار بھیجا، تاکہ وہ ہسپانوی مسیحیوں سے ہلاکت کے وہ نسخے حاصل کریں جن کے طفیل وہاں سے مسلمان ناپید ہوئے تھے، تاکہ وہ ہسپانوی مسیحیوں کے نسخوں کو اپنے دیسی نسخوں کے ساتھ ملا کر کوئی زود اثر مرکب تیار کرسکیں۔[دیوار برہمن]

(iii) نراد چودھری نے ہندو جاتی کی اجتماعی نفسیات پر روشنی ڈالی ہے کہ ذاتوں پر

استوار اس ہندو برہمنی معاشرے میں کس طرح ہر وہ غیر ہندو معاشرہ ضم ہوگیا جو اس برصغیر میں داخل ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر ہندو محقق یہ فیصلہ آج تک نہیں کرسکا کہ خود ہندو کیا ہیں؟ ہندوئیت کی تعریف کیا ہے۔ یہی عالم نرادسی چودھری بنگالی تحریک پاکستان کا مخالف ہے۔ یہاں یہ تو عیاں ہے کہ مسلمانوں سے قبل اس سرزمین میں یونانی بھی آئے، کشان بھی اور رہن بھی اور رفتہ رفتہ ہندو معاشرے کی کان نمک میں گھس کر نمک بن گئے مگر مسلمان نہیں بن سکے۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہاں مسلمانوں کی حکومت کو ختم ہوئے ابھی زیادہ طویل عرصہ نہیں گزرا۔ [دیوار برہمن]

(iv) مسٹر ایم آر اے بیگ مصنف "The Muslim Dilemma in India" کے بقول ہندوؤں کے معاشرے میں آسانی سے وہی غیر ہندو معاشرے مدغم ہوئے جو بت پرست تھے یا جن میں بت پرستی کی جانب میلان سا تھا، یا یہ کہ اس کا اپنا کوئی مربوط اور واضح مذہب نہ تھا۔ ایم آر اے بیگ نے تصریح کی ہے کہ قدیم الایام سے بھارتی ہندوؤں کے لیے ان کا وطن یعنی ان کی ''بھارت ماتا'' کو ایک دیوی کی حیثیت حاصل ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یونانیوں کی طرح ہندوؤں کے ہاں بھی دیوی دیوتاؤں کا کوئی شمار نہیں۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ ہندو دیوتا زیادہ ننگے اور زیادہ بے تکلف ہیں۔ یہاں ہر صفت اور ہر خواہش کا خدا ہے، قوت اور دولت ہی کا نہیں حرص و ہوس کا بھی دیوتا موجود ہے۔ پھر اگر ہر غلیظ سے غلیظ صفت کا بھی دیوتا موجود ہو تو گنہگار کس گناہ کے باعث گناہ گار پائے۔ یہ گناہ گار کسی نہ کسی دیوتا کے نقش قدم پر چلتا ہے، اس لیے ہر ہندو معصوم ہے، ہر فریب کار پاک باز ہے۔

(27) سوامی دھرم تیرتھ مہاراج جو موجودہ دور کے کیرالہ کے علاقے کے رہنے والے ہیں، کہتے تھے: ''ہندوؤں نے بدھوں کو بھائیوں کی طرح گلے لگا کر اپنے معاشرے میں گم نہیں کیا، بلکہ ہندوؤں (برہمنی اور کشتری قوت) نے بدھوں کو قتل کیا، ان کے گھر

جلا ڈالے، ان کے مویشی ہلاک کر دیے، ان کی کھیتیاں آگ لگا کر بھسم کر ڈالیں اور اسی طرح ان کے اجتماعی وجود کو نابود کر دیا۔اب ہندوستان میں مہاتما بدھ کے پیرو خال خال ہیں۔ ان کی آبادیاں کمبوڈیا، ویت نام، چین جاپان اور سری لنکا میں تو ہیں، مگر جہاں یہ مذہب پیدا ہوا تھا اور جہاں اس نے 800 سال سے زیادہ عرصہ حکومت کی تھی وہاں بہت کم رہ گئے۔ ہندوؤں کا یہی انداز آج بھی مسلمانوں اور اقلیتوں کے خلاف ہے۔لوٹ مار، جلانا، قتل و غارت وغیرہ۔

ڈاکٹر رادھا کرشن نے اپنی کتاب ویدانت میں لکھا ہے کہ ہندومت نے بدھ مت کو برادرانہ معانقے میں ختم کر دیا۔

(28) سکھ رہنما مہاراجہ پٹیالہ یادوندرا سنگھ نے تقسیم کے چند سال بعد دہلی کے ایک بڑے اجتماع میں کہا: اگر ہم سے قائداعظم محمد علی جناح نے کوئی معاہدہ کیا ہوتا تو یقیناً وہ پورا کرتے۔وہ گاندھی کے چیلے اور پنڈت جی کے حواری نہ تھے وہ کھرے آدمی تھے وہ دھوکا نہ دیتے۔

سادھو سرپ سنگھ نے 1946ء میں امرتسر سے ایک کتابچہ چھپوایا "Sikhs Demand Their Homeland"

سکھ اپنا وطن مانگتے ہیں۔اس کتابچے میں سروپ سنگھ نے پنڈت جواہر لعل نہرو کے اس دعوے کو سختی سے رڈ کیا کہ ہندوستان میں ایک قوم آباد ہے۔سادھو جی نے کہا کہ نہرو جی بتلائیں کہ کیا ایک آقا کے غلام ہونے کے باعث غلام ایک قوم بن جاتے ہیں یا ان میں اتحاد پایا جاتا ہے؟ پنڈت جی اگر آپ کو کسی چمار کے ساتھ حوالات میں ایک مدت تک بند رکھا جائے تو کیا وہ بندی کا دور آپ میں اور چمار میں اتحاد اور یکجہتی کا دور شمار کیا جائے گا؟ سادھو جی نے کہا اتحاد ایک سے احوال کا نام نہیں، اتحاد امنگوں اور آرزوؤں

کے ارادی اتحاد کا نام ہے۔

مرحوم جوشوا فضل الدین کہتے ہیں کہ جب سے صبح تاریخ کا ظہور ہوا ہے ایسے ہی قومیں بنتی اور بگڑتی چلی آئی ہیں۔ بڑی بڑی پسماندہ قومیں بھی منصۂ تاریخ پر جلوہ گر ہوئی تھیں۔ یورپ نے تاریک ادوار سے روشنی کے زمانے کی سمت کامیابی سے سفر طے کیا۔ جاپان ایک قوت بن گیا، لیکن بھارت کی نیچ جات آبادی اچھوت اور ہریجن اپنی بدبختی کی شب تاریک کو سحر نہ کر سکے۔ انھیں کوئی حضرت موسیٰ نہ ملے جو ان کو فرعون کی اسیری سے نجات دلاتے، وہ فرعون برہمن کو کہتے ہیں۔ اچھوت بے چارے کسی دودھ اور شہد کی نہر تک نہ پہنچ پائے۔ شہر کی بھری آبادی میں وہ نہیں رہ سکتے۔ ان کے ٹھکانے الگ ہوتے ہیں۔ وہ جس بھی چیز کے قریب جائیں یا اس سے چھو جائیں وہ چیز بھرشٹ ہوجاتی ہے۔ ہندو دیوتاؤں کے درشن بھی نہیں کر سکتے۔ وہ وید بھی نہیں سن سکتے۔ وہ وید سنیں تو وید کی توہین ہوجاتی ہے۔ [Tragedy of Untouchables.p3]

آج کے ڈیجیٹل ہندوستان میں بھی یہ سب ہو رہا ہے۔ آئے دن میڈیا میں پڑھتے اور سنتے ہیں، حالانکہ ایسے واقعات بہت کم رپورٹ ہوتے ہیں(کیونکہ گودی میڈیا ہے یعنی سرکاری کنٹرول میں ہے)ممبئی کی پونہ کی فلاں فلاں سوسائٹی میں کوئی مسلمان، کوئی شودر مکان، پلاٹ نہیں لے سکتا۔

شودر کو محض اس لیے مارا جاتا کہ وہ برہمن کے سامنے سواری پر سوار ہو کر کیوں گزرا، برہمنوں کے کنویں سے پانی کیوں پیااور ان کے مندر کیوں چلا گیا۔ تمام ہندوؤں کا ایجنڈا ایک ہی ہوتا ہے، بہت معمولی فرق کے ساتھ نام اور رستے الگ الگ ہو سکتے ہیں، مگر کام ہدف سوچ ایک ہی ہے۔ کانگریس ہندو مہاسبھا، وشوا ہندو پریشد، آر ایس ایس، شیو سینا بجرنگ دل وغیرہ وغیرہ۔

اب مزید پڑھیں کہ ہندوستانی حکومت کی طرف سے سری لنکا سے لے کر افغانستان

کے علاقوں تک رام راج کے قیام کے لیے مکروہ عزائم کی اور ریاستی سطح پر اپنی مہابھارت کی مہم کے لیے ہر ظلم، ہر غلط راستہ اختیار کرنے کی اور بھارتی لیڈر بار بار اپنے اس عزم کا اظہار ہر جگہ کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے مہابھارت ریاست قائم کرنی ہے۔ افغانستان، سری لنکا، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش اور پاکستان اس کا حصہ ہوں گے۔کانگریس کے اچاریہ کرپلانی بار بار یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اکھنڈ بھارت سے دستبردار نہیں ہوئے۔ہم نے پاکستان کو ایک عارضی انتظام کے طور پر قبول کیا ہے۔نہرو، اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی کے عمل اس بات کے گواہ ہیں کہ ایک طرف یہ ہر لحاظ سے روشن خیال جبکہ دوسری طرف سکہ بند پنڈت ،نجی زندگی ان کی کچھ اور ہے اور حکومت کے لیے کس طرح ہندوازم کا سہارا لیتے ہیں۔نہرو رپورٹ، سقوط ڈھاکہ پر اندرا گاندھی کا بیان کہ ہم نے ایک ہزار سالہ غلامی،ظلم وستم کا بدلہ لے لیا ہے۔ہم نے دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے۔ اندرا گاندھی تو اپنے والد نہرو گاندھی کو ناکام سیاست دان کہتی تھی کہ وہ تقسیم ہند نہ روک سکے۔اندرا کے قتل پر، سکھوں کے قتل عام پر قابل مذمت راجیو کا بیان ان کے اذہان حکومتی ہوس کے لیے مذہب کارڈ استعمال کرنے کی بخوبی عکاسی کرتے ہیں۔ نہرو، پٹیل کے علاوہ آر ایس ایس، بجرنگ دَل، وشواہندو پریشد، شیوسینا اور بی جے پی وغیرہ کے لیڈروں کے بیان آئے دن آتے رہتے ہیں، بلکہ وہ اس کی تیاری بھی کر رہے ہیں۔ علانیہ اقلیتوں کو اور ان کی عبادت گاہوں کو اپنا ہدف بناتے ہیں، مگر کوئی بولنے والا نہیں، جو بولتا ہے اس کو بے دردی اور بے شرمی سے خاموش کروا دیا جاتا ہے۔ ان کے وزیروں اور ارکان اسمبلی کی طرف سے اسمبلی میں کھڑے ہوکر آئے دن پاکستان پر، آزاد کشمیر پر اور گلگت بلتستان پر حملے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں، خود وزیراعظم مودی بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔ بلوچستان کے ہی لسبیلہ میں دریائے ہنگول کے کنارے ہنگلاج ماتا کے مندر (بی بی نانی کی زیارت) پر جانا چاہتے ہیں، کرتار پور راہداری کی طرح راجھستان

اور بلوچستان کے درمیان ہنگلاج راہداری کھولی جانے کی خواہش رکھتے ہیں، اسی طرح آزاد کشمیر میں شاردا پیٹھ مندر تک رسائی چاہتے ہیں۔

اس سے پہلے بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر ایل کے ایڈوانی اور ان کے اہل خانہ نے کٹاس راج جہلم کے کھنڈرات میں شیو لنگ مندر میں پوجا پاٹ کی، پوجا پاٹ مذہبی رسوم کی ادائیگی سے پہلے انھوں نے کٹاس راج میں مہا بھارت کی ہندو مائتھالوجی (افسانہ افسوں) سے ماخوذ تصورات کو فن تعمیر میں ڈھالنے کی خاطر ایک مندر کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ اٹل بہاری واجپائی افغانستان گئے تو وہاں مندروں اور اپنی متبرکات کو تلاش کرتے رہے اور اب عرب ممالک میں مندروں کی تعمیر یہ عام بات نہیں ہے بلکہ ہندتوا کے ناپاک ایجنڈے کے مطابق پیش قدمی ہے۔ مذہبی جنونیوں کی بات تو الگ ہی ہے، یکم جنوری 1948ء میں سلامتی کونسل کے صدر کو ایک خط لکھا گیا، جس میں دو مرتبہ یہ بات لکھی گئی کہ ''بھارت پاکستان کے اندر گھس کر حملہ اور کارروائی کرنے کا حق رکھتا ہے۔'' اب بھی آئے دن ہندوستانی عہدے دار یہ دھمکیاں دیتے رہتے ہیں اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پڑوسی ممالک میں انتشار اور دہشت گردی پھیلاتے رہتے ہیں۔

❀❀❀

گاندھی جی کیسے تھے؟ دوسروں اور خود ان کی اپنی زبانی

قائداعظم محمد علی جناح نے 1943ء میں مسلم لیگ کے سالانہ کراچی کے اجتماع میں 21 اکتوبر 1921ء کے ''ہریجن'' (گاندھی کے اخبار) کے حوالے سے مہاتما گاندھی کا عقیدہ انھیں کی زبانی بتلایا:

① میں سناتنی ہوں، ویدوں، اپنشدوں، پرانوں اور دیگر مقدس کتب پر ایمان رکھتا ہوں۔

② اوتاروں کو مانتا ہوں۔(پھر آخرکار گاندھی خود بھی اوتار بن گئے)

③ تناسخ کا قائل ہوں۔

④ میں ورن آشرم یعنی ذاتوں کی تقسیم پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔

⑤ گائے کی رکشا کو دھرم کا جزو مانتا ہوں۔

⑥ مورتی پوجا کا منکر نہیں ہوں۔

گاندھی خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں جب لکھتا ہوں تو ہرگز یہ خیال نہیں کرتا کہ پہلے کیا لکھ چکا ہوں۔ میرا مقصد کبھی یہ نہیں ہوتا کہ کسی خاص مسئلے پر میں جو کچھ پہلے بیان دے چکا ہوں اس کے ساتھ ہم آہنگ رہوں۔ میرا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ جو صداقت ایک خاص لمحے میں مجھے جس طرح دکھائی دیتی ہے اس کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کروں۔ قائداعظم محمد علی جناح کہتے ہیں کہ کوئی شخص مسٹر گاندھی سے کس طرح بات کرے ان کی کئی حیثیتیں ہیں اور وہ حیثیتیں بدلتی رہتی ہیں، مثلاً ان کی ذاتی حیثیت،

کانگریس کے ڈکٹیٹر کی حیثیت ،کانگریس کے چار آنے کے ممبر بھی نہیں ہیں کی حیثیت۔ ہندو مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت۔ وہ سب سے عظیم ہیں اور ان کی مہاتمائی کی حیثیت، پھر یہ کہ ان کی اندرونی آواز ہے اور اس آواز کی تاویل کا حق انھیں کو اور فقط انھیں کو پہنچتا ہے۔ الغرض کوئی انسان نہیں جان سکتا کہ مسٹر گاندھی کس وقت میں کس حیثیت کے مالک ہوں گے۔

1932ء میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس لندن میں گئے۔وہاں لندن میں ایک جگہ ان کو سوال ہوا کہ ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں۔آپ ان سے تین گنا ہیں، پھر آپ کو مسلمانوں سے خدشہ کیوں لاحق ہے؟ آپ ان کو مطلوبہ تحفظات عطا فرمائیں۔گاندھی جی نے جواب دیا: آپ لوگوں کو فقط وہ چھ کروڑ نظر آتے ہیں جو ہندوستان میں ہیں۔میں ان چھ کروڑ کو بھی دیکھتا ہوں جو افغانستان، ایران اور وسط ایشیا کی ریاستوں میں آباد ہیں۔گویا گاندھی خوب جانتے تھے کہ مسلمان ایک ملت ایک جسد واحد ہیں۔

ہندوستان کی شومئ قسمت کہ گاندھی جی محض ایک سیاسی لیڈر نہ رہے، وہ ایک مذہبی رہنما بھی بن گئے۔ہندو مذہب کا احیا بھی ان کا مقصد ٹھہرا۔محض سیاسی مقاصد ہی نہیں بلکہ مذہبی عقائد کے لیے ان کی ذات مدار بن گئی۔''گاندھی بھکتوں'' کی جرأت کا کمال دیکھیے کہ ایک وقت آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے سیکرٹری نے برملا اعلان کر دیا کہ کانگریس گاندھی ازم کا دوسرا نام ہے اور گاندھی ازم محض ایک سیاسی مسلک نہیں بلکہ وہ ایک لائحہ زندگی ہے، ایک فلسفہ ہے۔جس کو کانگریس میں رہنا ہو وہ ''گاندھی ازم'' کے اصول کو مانے اور جو اس کے لیے تیار نہ اس کی کانگریس میں کوئی جگہ نہیں۔

[مولانا عبیداللہ سندھی از پروفیسر محمد سرور]

گاندھی کے ظاہر و باطن میں کس قدر فاصلہ تھا۔لارڈ ماونٹ بیٹن اور دوسرے لوگوں نے بھی بیان کیا ہے۔سروجنی نائیڈو کی زبانی بھی سنیں :

''گاندھی ریل کے جس ڈبے میں سفر کرتے ہیں اس کو جرثومہ کش دواؤں سے دھلایا جاتا ہے۔ان کے ہمراہ سفر کرنے والوں کو منتخب کیا جاتا ہے، انھیں مناسب لباس مہیا کیا جاتا ہے اوراسی طرح جب وہ بھنگیوں کے محلے جاکے رہتے ہیں توجہاں رہنا ہوتا تو اس جگہ کو اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے۔انھیں خاص قسم کا لباس دیا جاتا ہے۔آپ کو کیا معلوم کہ گاندھی کو غریب دکھانے کے لیے کتنا خرچ کرنا پڑتا ہے۔''

گاندھی کو انگریز نے تمغہ قیصر ہند بھی دیا تھا۔

پیورلے نکلسن نے 1944ء میں کتاب لکھی "A VERDICT ON INDIA"

اس میں وہ گاندھی کے بارے لکھتا ہے کہ وہ کانگریس کے ڈکٹیٹر ہیں، ان کے خلاف کانگریس میں چڑیا بھی نہیں پھڑک سکتی۔نکلسن نے گاندھی کو لوئی چہار دہم، مسولینی اور ہٹلر سے تشبیہ دی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح لوئی مجسم فرانس تھا یا مسولینی خود اپنی ذات میں اعلیٰ تھا یا جس طرح ہٹلر جرمن قوم کے دل و دماغ کی مثال تھا اس طرح گاندھی کو ہندو ذہن کا آئینہ دار ہونے کا شرف حاصل تھا۔نکلسن نے گاندھی کے الفاظ یوں نقل کیے ہیں:

"I AM THE HINDU MIND"

گاندھی کا یہ جملہ ہندو فکری اور عملی رویوں کا خلاصہ ہے۔وی ایس نیپال کے بقول گاندھی کہتے تھے کہ بھارت میں جو سوراج رواج پائے گا وہ رام راج ہوگا۔

[ہندوستان ایک مجروح تمدن]

تھوڑا عرصہ پہلے انڈین پارلیمنٹ میں کھڑے ہوکر اکالی دل کے لیڈر سرجیت سنگھ برنالہ نے گاندھی کے اخلاقی پہلو بیان کیے اور بکری والی بات بھی کر دی۔

جیلوں میں مجاہدین اپنے پروگرام کرتے ہیں جہاں موقع ملے۔ایسا ہی ایک پروگرام

کوٹ بھلوال جیل میں تھا۔ان دنوں گاندھی کو بہت پارسااور آئیڈیل لیڈر بنا کر جیل حکام اور کچھ ہمارے قیدی بھائی بھی پیش کر رہے تھے۔جیل کے پروگرام میں مرکزی گفتگو میری تھی۔

میں نے پروگرام میں برنالہ صاحب والے الفاظ دہرا دیے اور مزید بھی جو علم تھا عرض کر دیا اپنے لوگوں میں۔بس پھر کیا تھا کہ دوسرے دن ایس ایس پی جیل اور ساتھ CIK کے آفیسر آ گئے کہ آپ نے گاندھی جی کی توہین کی ہے۔ میں نے کہا آپ کے رکن پارلیمنٹ برنالہ جی نے یہ الفاظ پارلیمنٹ (جمہوریت کے مندر) میں کھڑے ہوکر کہے تھے۔میں تو پاکستانی ہوں، آپ کا دشمن ہوں اور آپ کی قید میں ہوں۔اپنے لوگوں کو ہی تو بتا رہا ہوں۔آپ پہلے برنالہ صاحب کو کچھ کریں پھر مجھے۔اس پر ایس ایس پی کہنے لگا: ہم کیا کر سکتے ہیں وہ نیتا (لیڈر) ہیں۔میں نے کہا پھر مجھ پر بھی اعتراض نہیں کرنا چاہیے، میں بھی اپنے لوگوں کا لیڈر ہوں۔

گاندھی جی نے لکھا ہے کہ میں اپنے مذہب کو اپنے ملک سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں، یعنی میں پہلے ہندو اور محب وطن بعد میں ہوں۔مگر اس کی وجہ سے میں کسی بڑے سے بڑے قوم پرور سے کم محب وطن نہیں ہوں۔میرا اس سے مطلب صرف یہ ہے کہ میرے ملک کے اغراض و مقاصد وہی ہیں جو میرے مذہب کے ہیں۔[علی برادران، صفحہ:127]

تحریک خلافت کے بارے گاندھی جی نے کہا: میرے خیال میں یہ قومی اتحاد نہ تھا، مسلمان خلافت کی خاطر اور ہندو گائے کی خاطر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے تھے۔گویا ہندوؤں کے لیے خلافت کے مساوی گائے تھی۔

اسی طرح گاندھی جی کے بارے بہت کچھ ہے جس کا یہاں موقع نہیں ہے۔

❀❀❀

RSS کیا ہے؟
(راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ)

آر ایس ایس اس وقت دنیا کی سب سے بڑی خفیہ تنظیم ہے، یہ دائیں بازو کی ہندتوا کی علمبردار نیم فوجی اور مخصوص وردی والی جماعت ہے۔

جسٹس بی جی کولسے پائی (صدر لوک ساشن آندولن پارٹی) نے ایس ایم مشرف سابق انسپکٹر جنرل آف پولیس مہاراشٹر کی کتاب ''آر ایس ایس ملک کی سب سے بڑی دہشت گرد تنظیم'' کے دیباچہ میں لکھا کہ آر ایس ایس کی اجازت کے بغیر ملک میں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا ہے۔ یہ ملک کے تمام اہم اداروں پر قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ ملک کے ہر کاروبار میں اس کا دخل دن رات جاری رہتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر ملک میں کوئی بڑا واقعہ (کام) نہیں ہوتا۔ اس کا قیام آزادی کی تحریک کی جدوجہد کی مخالفت کے لیے کیا گیا تھا۔ فی الحال آر ایس ایس اور اس سے قبل آریہ بھٹ برہمن وادیوں نے اکثریتی فرقے کو لوٹنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ایسا نظام قائم کیا ہے کہ ملک میں انارکی کا یہ دور دورہ ہمیشہ قائم رہے۔

البیرونی نے اپنی کتاب (کتاب الہند) میں لکھا ہے: ہندو قوم کا ایک وصف یہ ہے کہ بڑی برخود اور مغرور قوم ہے، ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ کائنات میں فقط انھی کا وطن پاک ہے، باقی ہر سرزمین پلید ہے، ان کی زبان میں غیر ملکی اور اجنبی کو ملیکش (ملیچھ) کہتے ہیں، لیکن چونکہ ہر بیرونی سرزمین پلید ہے، لہٰذا ملیکش کا معنی خود بخود پلید شخص

ہوگیا۔

نرادسی چودھری لکھتے ہیں کہ شرق قریب اور شرق وسطیٰ کے لوگوں کو جلد احساس ہو گیا تھا کہ اولاد آدم کی وہ جمعیت جو سندھ سے پرے آباد ہے ایک مسدود مقفل معاشرہ (Closed society) ہے وہ جمعیت بڑی منظم بھی تھی اور خود پرست بھی، جو فرد ان کی نسلوں سے تعلق نہ رکھتا تھا وہ ان میں سے نہ تھا۔ وہ اپنے طریقۂ حیات کو مقدس طریقہ جانتے تھے اور اپنے آپ کو منتخب جمعیت سمجھتے تھے، انھیں یقین تھا کہ وہ باقی جملہ اولاد آدم سے برتر ہیں۔ ان کے اور ان کی نسل سے تعلق نہ رکھنے والے بیرونی لوگ خود ہندوستان میں بسنے والی اقوام کے مابین وسیع خلیج حائل تھی جسے پاٹا نہ جاسکتا تھا۔

راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کا قیام 27 ستمبر 1925ء کو ناگپور مہاراشٹر انڈیا میں 17 لوگوں کی موجودگی میں کیا گیا، اس کے بانی ڈاکٹر کیشوا بلی رام ہیڈ گیوار تھے۔ 17 اپریل 1926 کو اس کا نام رکھنے کے لیے 26 لوگوں کی میٹنگ بلائی گئی، تین ناموں میں سے ایک فائنل کرنا تھا۔ راشٹریہ سیوم سیوک، جبری پٹکا منڈل اور بھارتو دواک منڈل۔ پہلے نام کو زیادہ ووٹ ملے، 1927ء کو رام نومی کے موقع پر اس کے نام راشٹریہ سیوم سیوک کا اعلان کیا گیا۔ اسی دن بھگوا جھنڈا تنظیم کا جھنڈا قرار دیا گیا، بہت مدت تک ہندوستانی آئین اور قومی جھنڈے (ترنگے) کو نہیں مانا اور نہ لہرایا پھر 2002ء میں مانا اور لہرایا۔

ہندتوا نظریہ کے خالق ویر ساورکر نے ہندوؤں پر زور دیا تھا کہ وہ نئی زمینیں تلاش کرکے ان کو نو آبادیوں میں تبدیل کریں، وہ اپنی کتاب "Essentials of Hindutva" میں آر ایس ایس کے اکھنڈ بھارت کے فلسفہ سے ایک قدم آگے بڑھ کر عالمی ہندو نظام یا سلطنت کی وکالت کرتے ہیں، اس وقت آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیمیں اس نظریہ کو عملاً نافذ کرنے کروانے کے لیے مختلف انداز سے کام کر رہی ہیں۔

اس تنظیم کی بنیاد ہی ملک دشمنی انگریز دوستی کی بنیاد پر رکھی گئی، اس کے بانی مجاہدین آزادی کی انگریز کے ساتھ مل کر مخالفت کرتے رہے۔ ساورکرنے آزادی کی لڑائی میں انگریز سے مصالحت کرلی تھی۔ 1910ء میں جب اسے ابھینوبھارت تحریک سے تعلق کے جرم میں گرفتار کیا گیااور مقدمے کے بعد مشہور سیلولرجیل اینڈومان نیکوبار میں ڈال دیا گیاتو اس نے جیل سے انگریزوں کے پاس یکے بعد دیگرے چھ معافی نامے لکھے، جس کی وجہ سے وہ 1924ء میں اس شرط پر رہا کیا گیا کہ آئندہ انگریز مخالف کسی بھی تحریک سے الگ رہے گا اور انگریزوں کا وفادار بن کر رہے گا۔

1920-21 کی تحریک عدم تعاون کی بلی رام ہیڈ گیوار اور اس کے ہمنواؤں نے مخالفت کی اور اس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔

1930ء میں ترنگا کوقومی جھنڈا ماننے کی بجائے بھگوا جھنڈا ترنگے کی جگہ لہرانا شروع کیا اور تمام قومی تحریکوں کی مخالفت میں انگریز کا ساتھ دیا۔

1940ء میں گولکر نے آر ایس ایس کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ مذہب اور ثقافت کی حفاظت کے ذریعے ہی آزادی حاصل کی جاسکتی ہے، نہ کہ انگریزوں سے جنگ کرکے۔

آر ایس ایس ہمیشہ آمریت کی حامی رہی ہے، اس کے رہنماؤں نے ہٹلر، مسولینی کے قومی وسیاسی نظریات سے براہ راست استفادہ کیا۔اس کے بڑے بڑے لیڈروں نے اٹلی اور جرمنی جاکر فاشزم کی تعلیم وتربیت حاصل کی ہے، چنانچہ ہندو سماج کوفوجی تربیت دینے کی ضرورت و اہمیت کو انھوں نے اٹلی و جرمنی کے ماڈلوں کو دیکھنے کے بعد ہی پورے ملک میں شاخوں کا جال بچھایا ہے۔ ڈاکٹر مہیپال سنگھ راٹھور کے بقول ان شاخوں میں جسمانی تربیت دی جاتی ہے (عسکری تربیت بھی اب حاضر سروس فوجی آکر دیتے ہیں) اس تربیت کے دوران آر ایس ایس میں شامل ہونے والے رضا کاروں کو

بتلایا جاتا ہے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے اور دوسروں کے لیے اس میں کوئی جگہ نہیں ہے۔انھیں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ مسلمان اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی پہلے ہندو ہی تھے، جنھوں نے بعد میں مذہب تبدیل کیا ہے، ان لوگوں کی گھر واپسی کرنی ہے یا پھر ان سے اپنی دھرتی ماتا کو پوتر (پاک) کرنا ہے۔راٹھور مزید کہتے ہیں کہ آر ایس ایس کا قیام ہندتوا نظریات کو پروان چڑھا کر بھارت کے سیکولر تصور کو ختم کرنا ہے اور اسے ایک ہندو ملک میں تبدیل کرنا ہے۔

آلوک موہن اور دیگر بھی ان باتوں کی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آر ایس ایس کا مقصد ہی ہندوستان کو ہندو ملک بنانا ہے۔اکھنڈ بھارت بنانا ہے، ویر ساورکر کے نظریہ پر عمل کرنا ہے، جس میں کامیابی سے آر ایس ایس آگے بڑھ رہی ہے۔ ساورکر کے عقیدے کے مطابق ہندوستان کی شہریت مذہب کی بنیاد پر دی جائے۔ اس لیے متنازعہ قوانین سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے نام پر مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جو آر ایس ایس کا پرانا ایجنڈا ہے مگر انداز نیا ہے۔

یہ آر ایس ایس کا وہ ایجنڈا ہے جسے سنگھ کے بانی کیشو بلی رام ہیڈ گیوار نے عملی شکل دی اور اس کے بعد سنگھ کے دیگر بانیان اس ایجنڈے کو نہ صرف سنواتے رہے بلکہ عملی شکل دینے کے لیے کوشاں بھی رہے۔ آج سنگھ اور بی جے پی کا وہ حکمران ٹولہ جو سی اے اے۔ این آر سی ،این پی آر کو لاگو کرنے کے لیے حرکت میں ہے وہ دراصل اسی ایجنڈے کو بھارتی شہریوں پر تھوپنے کی ایک کوشش ہے۔ مودی، امت شاہ اور دیگر لیڈر تو بس آر ایس ایس کے بانیان کا ایجنڈا مسلط کرنے کے لیے تمام تر سرکاری وسائل کا بشمول ...... انتظامیہ، عدلیہ اور میڈیا وغیرہ کا اندھا دھند استعمال کر رہے ہیں۔

آر ایس ایس کے ڈاکٹر مونجے اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کو منظم کرنے کی کوشش اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک ماضی کے شیوا جی یا مسولینی یا ہٹلر

جیسا ہمارا ہندو ڈکٹیٹر نہ ہو، جو فاشسٹ اٹلی اور نازی جرمنی میں ہیں۔

نہرو میموریل میوزیم دہلی میں ایسے متعدد ریکارڈ محفوظ ہیں جن میں ہٹلر اور مسولینی سے آر ایس ایس کے تعلقات کے ثبوت ہیں۔

آر ایس ایس میں بھی مسولینی کی طرح 16 سے 18 سال کے لڑکے لڑکیاں شامل کیے جاتے ہیں۔ان کی ہفتہ وار میٹنگیں ہوتی ہیں، جہاں وہ لوگوں کو جسمانی ورزش کے ساتھ ساتھ عسکری مشقیں بھی کرواتے ہیں۔نریندر مودی تو 8 سال کی عمر میں ہی اس کا حصہ بن گئے تھے۔

31 مارچ 1934ء کو منجے، ہیڈ گیوار اور لالو گھوکھلے کی ایک خفیہ میٹنگ ہوئی۔جس میں گھوکھلے نے سوال اٹھایا کہ ہندوؤں کو کس تدبیر سے منظم کیا جا سکتا ہے؟ اس کے جواب میں منجے نے کہا کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں اتحاد کی بنیادیں پائی جاتی ہیں۔لیکن انھیں بروئے کار لانے کے لیے ضروری ہے کہ قدیم زمانے کے شیوا جی یا جدید دور کے مسولینی یا ہٹلر جیسے کسی ہندو ڈکٹیٹر کے ہاتھوں میں ہندوستان کی باگ ڈور ہو،ہمیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک منصوبہ ترتیب دے کر اس کی تشہیر و تبلیغ کے لیے سرگرم عمل ہو جانا چاہیے۔اسی منصوبے کے مطابق منجے اور ان کے ساتھیوں کی کوششوں سے 1934ء سے ہی بھونسلا ملٹری اسکول اور ایسے ادارے قائم کیے گئے۔اب تو انڈین فورسز کو ہی ہندتوا کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

آر ایس ایس کے بانی ہیڈ گیوار 1926ء سے 1931ء تک ہندو مہاسبھا کے سیکرٹری رہے۔ 1937ء تا 1942ء تک ویر ساورکر اس کے صدر رہے جو اٹلی کے مسولینی کے مقابلہ میں جرمنی کے ہٹلر سے زیادہ متاثر تھے۔انھی کے زمانے میں مہاسبھا کی مسلم مخالفت کھل کر سامنے آئی۔

14 اکتوبر 1938ء کو مالیگاؤں میں تقریر کرتے ہوئے ساورکر نے ہٹلر کی یہود دشمن

پالیسی کو درست قرار دیتے ہوئے کہا کہ ملک کی تعمیر اس کے اکثریتی فرقہ کو لے کر ہوتی ہے، نہ کہ اقلیتی فرقہ کو لے کر۔اس لیے جرمنی میں یہودیوں کا کیا کام؟اچھاہوا کہ اقلیت ہونے کی بنا پر انھیں ملک بدر کر دیا گیا۔اس کے تقریباً دو ماہ بعد 11دسمبر 1938ء کو ساورکر نے کہا کہ جرمنی میں جرمن لوگوں کی تحریک ہے، جبکہ یہودیوں کی تحریک فرقہ پرستی پر مبنی ہے۔

ڈنمارک کے سکالر تھامس بلوم ہینسن نے اپنی کتاب ''دی سیفرن ویو ڈیموکریسی اینڈ ہندو نیشنلزم اِن انڈیا'' میں لکھا ہے کہ آر ایس ایس کو جمہوری اقدار میں صرف برائے نام دلچسپی ہے۔یہ اپنے قیام سے لے کر اب تک انڈیا کو ہندو راشٹر یعنی ہندو ملک بنانے کے مشن پر لگی ہوئی ہے۔ وہ ہندوازم کو مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ایک طریقہ کہتی ہے۔

آر ایس ایس کے رہنما کہتے ہیں کہ ہندو کم وبیش 32 کروڑ دیوی دیوتاؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ہمارے لیے یہ کوئی ناک کا مسئلہ نہیں کہ ہم پیغمبر اسلام کی بھی اسی طرح عزت افزائی کریں۔مگر مسلمان اس کی اجازت نہیں دیتے ہیں اور نہ ہی اپنے یہاں کسی ہندو دیوی دیوتا کی تصویر یا مورتی رکھتے ہیں۔اپنے دفتر کی دیوار پر بابا گرونانک اور گروگوبند سنگھ کی لٹکتی تصویریں اور کونے میں مہاتما بدھ اور مہاویر کی مورتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ دیگر مذاہب یعنی سکھوں، بدھوں اور جینیوں نے ہندوؤں کے ساتھ رہنے کا سلیقہ سیکھا ہے جو مسلمانوں کو بھی سیکھنا پڑے گا۔

معروف مصنف اور قانون دان اے جی نورانی اپنی 500 صفحات کی کتاب "The RSS Amenace To India" میں لکھتے ہیں کہ اس تنظیم کی فلاسفی ہی فرقہ واریت، جمہوریت مخالف اور فاشزم پر ٹکی ہوئی ہے۔

سیاست میں کئی بار سمجھوتوں اور مصالحت سے کام لینا پڑتا ہے۔اس لیے اس میں

براہِ راست اترنے کی بجائے اس نے 1951ء میں سیاما پرشاد مکھر جی کی قیادت میں جن سنگھ کے نام سے سیاسی پارٹی بنائی اور پنڈت دین دیال اپادھیائے کو جنرل سیکرٹری بنایا۔ جو آگے چل کر 1977ء کی ایمرجنسی میں جنتا پارٹی بنی اور پھر 1980 میں بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) بنی۔ آر ایس ایس ہمیشہ بی جے پی کا طاقت ور سیکرٹری اپنا خاص بندہ ہی رکھتی ہے، تاکہ اس کا کنٹرول آر ایس ایس کے کنٹرول میں ہی رہے۔ روزمرہ کے معاملات میں تو بی جے پی فیصلہ لے سکتی ہے، مگر اہم معاملات کے لیے آر ایس ایس سے اجازت لی جاتی ہے۔ آر ایس ایس کے پرچارک اپنے خاندان سے تعلق نہیں رکھ سکتے، شادی نہیں کر سکتے جیسے واجپائی، اوما بھارتی وغیرہ اگر شادی شدہ ہے تو مودی کی طرح جسودھا بین نامی بیگم کو چھوڑنا پڑے گا، کیونکہ مودی بھی پرچارک تھے۔ اخباری خبروں کے مطابق آر ایس ایس کے دس لاکھ سے زائد افراد نے مذہب کی حفاظت کے لیے تاحیات غیر شادی شدہ رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آر ایس ایس کی تمام مرکزی قیادت غیر شادی شدہ ہے۔

1934ء میں آر ایس ایس نے مسولینی کے فکری و عملی طرز پر بھونسلا ملٹری سکول قائم کیا اور دی سینٹرل ہندو ملٹری ایجوکیشن سوسائٹی کی تشکیل کے لیے فضا ہموار کی۔

آر ایس ایس کے ایجوکیشن ونگ نے جولائی 2019ء میں اتر پردیش میں آر ایس ایس ملٹری سکول کے قیام کا اعلان کیا تھا۔

آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت کا بیان کہ ہنگامی صورت حال میں ان کی تنظیم صرف تین دن سے کم وقفہ میں 20 لاکھ سیوکوں کو جمع کر کے میدان جنگ میں لا سکتے ہیں۔ یہ ان کی عسکری تربیت و تنظیم کا علانیہ مظاہرہ تھا کہ اپنی ریاستی افواج سے بہتر ان کا نظم و ضبط ہے اور ڈبل فورس جتھے تیار ہیں جو ہندتوا کا عالمی ایجنڈا نافذ کرنا چاہتی ہے، جو ملک کے حساس اداروں، ایٹمی اداروں اور میزائل پروگرام وغیرہ میں بھی

اپنا رسوخ و عددی قوت بڑھاتے جا رہے ہیں۔

نورانی کہتے ہیں کہ جو لوگ بی جے پی کو یورپ کی قدامت پسند جماعتوں کے طور پر دیکھتے ہیں وہ اس پارٹی کی تاریخ اور تنظیم سے واقف نہیں ہیں۔ ان کے لیے عرض ہے کہ آپ پوپ کو کبھی پروٹسٹنٹ نہیں بنا سکتے ہیں۔ اس تنظیم کی بنیاد ہی فرقہ وارانہ خطوط فلاسفی پر ٹکی ہوئی ہے۔

1923ء میں ونا یک دامودر ساورکر نے ایک کتابچہ ہندتوا، ہندو کون ہیں؟ 55 صفحات کا شائع کیا۔

راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کو سربراہوں کے حوالے سے سات ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا دور: 1925ء تا 1940ء یہ اس کے بانی ڈاکٹر ہیڈ گیوار کا دور ہے۔

دوسرا دور: 1940ء تا 1949ء، دوسرے سرسنگھ چالک گوالکر کا دور ہے، اس دور میں آر ایس ایس پر گاندھی کے قتل کی وجہ سے پابندی لگی تھی۔

تیسرا دور: 1949ء تا 1973ء، یہ پابندی ہٹنے کے بعد سے گوالکر کی موت تک کا دور ہے۔

چوتھا دور: 1973ء تا 1994ء، تیسرے سرسنگھ چالک بالا صاحب دیورس کا دور ہے۔

پانچواں دور: 1994ء تا 2000ء، یہ چوتھے سرسنگھ چالک پروفیسر راجندر سنگھ عرف راجو بھیا کا دور ہے۔

چھٹا دور: 2000ء تا 2009ء، سرسنگھ چالک سدرشن کی سربراہی کا دور ہے۔

ساتواں دور: 2009ء تا تاحال سرسنگھ چالک موھن راؤ بھاگوت کا دور۔

آر ایس ایس کا ڈھانچہ:

آر ایس ایس کے سربراہ کو سر سنگھ چالک کہتے ہیں، وہی اس کو کنٹرول کرتا ہے، اس کا طریقہ انتخاب جمہوری کی بجائے نامزدگی کا ہوتا ہے۔ سر سنگھ چالک اپنے بعد جسے مناسب سمجھتا ہے اس کو اپنا جانشین مقرر کر دیتا ہے۔

سر سنگھ چالک کے بعد چار معتمد راشٹریہ سہہ کرواہ ہوتے ہیں۔اس کے بعد اس کے چھ تنظیمی ڈھانچے ہیں:

① کیندریہ کاریہ کاری منڈل۔
② اکھل بھارتیہ پرتینیدی سبھا۔
③ پرانت یا ضلع سنگھ چالک۔
④ پرچارک۔
⑤ پرانت یا ضلع کاری منڈل۔
⑥ پرانت پرتینیدی سبھا۔

پرانت پرچارک جو کسی ضلع یا علاقے میں منتظم ہوتا ہے اس کا غیر شادی شدہ یا خانگی مصروفیات سے آزاد ہونا لازمی ہوتا ہے۔

بی جے پی میں اس وقت مودی، امت شا اور یوگی وغیرہ آر ایس ایس کی جانباز پرچارک ہیں۔مگر اس کے باوجود دو سینئر پرانت پرچارک رام مادھو اور رام لال کو بی جے پی میں بطور جنرل سیکرٹری رکھا ہوا ہے تاکہ پل پل کی خبر ملے۔ یہ لوگ مقبوضہ جموں و کشمیر، بیرون ملک اور دیگر اہم معاملات کے انچارج بھی ہیں۔

آر ایس ایس نے بی جے پی کے تین طاقت ور صدور برخواست کیے۔ ماولی چندرا شرما، بلراج مدھوک اور ایل کے ایڈوانی کے محض مزار قائداعظم محمد علی جناح کراچی پر حاضری کی وجہ سے جسونت سنگھ جیسے مرکزی لیڈر کو قائداعظم محمد علی جناح پر کتاب لکھنے کی

وجہ سے بی جے پی سے نکال دیا۔

بلاشبہ آر ایس ایس اس وقت دنیا کی سب سے بڑی خفیہ تنظیم ہے، جس کے مالی و انتظامی معاملات کے بارے میں بہت کم معلومات منظر عام پر آتی ہیں۔

آر ایس ایس اس وقت دنیا کے 93 سے زیادہ ممالک میں اپنی شاخوں کے ذریعے کام کر رہی ہے جو ہندو سیوک سنگھ کے نام سے کام کر رہی ہے۔ یہ یہودیوں کی طرح مکمل منصوبہ بندی سے کام کرتی ہے، اس کے 100 سے زائد ذیلی ادارے اور ملحق شاخیں ہیں، جو آر ایس ایس کے نظریات کو مانتے ہوئے ملک اور بیرون ملک اور مختلف میدانوں میں مختلف انداز سے، مختلف کور (بھیس) میں اپنی فورسز کے حاضر سروس گوریلا ریٹائر، کلبھوشن اور قطر میں پکڑے گئے اور ایران میں اسرائیلی اہداف پورے کروانے والےلوگوں کی طرح کے لوگوں کے ذریعے سے کام کر رہی ہیں، مقصد سب کا تقریباً متشدد ہندو اسکالرز خاص طور پر ونایک دامودر اور ساورکر ویکانند جیسے لوگوں کے نظریات پر عمل کرنا ہے۔

2014ء تک اس کے کارکنان کی تعداد 60 لاکھ تک تھی۔ اس کی کل شاخوں کی تعداد 90000 سے زائد ہے جو ملک اور بیرون ملک ہندوؤں کو مختلف انداز میں انتہا پسندانہ نظریات کی بنیاد پر جوڑنے اور مختلف ممالک و اداروں میں ایڈجسٹ ولا بنگ کا کام کرتی ہیں۔ اپنے خفیہ ہندتوا کے اہداف مختلف انداز سے حاصل کرتی ہیں۔ فنڈ اکٹھا کرتی ہیں۔ اپنے اہداف کے حصول کے لیے موٹی رقمیں اور دیگر ذرائع استعمال کرتی ہیں۔

پچھلے ایک سال میں 30 سے 35 سال کے ایک لاکھ نوجوانوں نے آر ایس ایس میں شمولیت اختیار کی، بعض خبروں کے مطابق 113421 نوجوان تیار کیے۔

آر ایس ایس ہندوستان کے 88 فیصد بلاک میں اپنی شاخوں کے ذریعے رسائی حاصل کر چکی ہے۔ صرف برطانیہ میں 90 سے زائد شاخیں کام کر رہی ہیں۔ یورپ میں

یہ تنظیمیں 1960ء سے کام کر رہی ہیں، مگر 2014ء میں جب آر ایس ایس نے گجرات کے قصائی (قاتل) بچر آف گجرات اپنے پرچارک نریندر مودی کو وزیر اعظم بنایا، جس کا پہلے کئی ممالک میں اس کی درندگی کی وجہ سے داخلہ بند تھا۔مگر وزیر اعظم بنائے جانے کے بعد ان آر ایس ایس کی متعلقہ تنظیموں کا دائرہ کار اور کام وسیع اور فعال ہوتا جا رہا ہے۔مودی نے بنگلہ دیش میں کھڑے ہو کر آر ایس ایس کے جرائم کا اقرار کیا تھا۔

امریکہ میں ایچ ایس ایس (ہندو سیوک سنگھ) نے 32 ریاستوں میں 641 شاخیں اور برطانیہ میں بھی 55 سے زائد شاخیں قائم کی ہیں، وہ اپنے آپ کو ہندو فرقہ کے نمائندے کے طور پر پیش کرتی ہیں۔

متحدہ عرب امارات اور دیگر خلیجی ممالک میں بھی مختلف انداز سے یوگا اور دوسری کمپنیاں بنا کر اور کسی بھی طرح ان ممالک کے انتظامی ڈھانچہ میں رسائی حاصل کر کے حکمرانوں اور اشرافیہ سے تعلقات بنا کر کام کر رہے ہیں۔

آر ایس ایس کے ایک تھنک ٹینک انڈیا فاونڈیشن نے ترکی کا بھی دورہ کیا۔

آر ایس ایس افریقی ممالک میں بھی مختلف انداز اور مختلف سمتوں سے کام کر رہی ہے۔کینیا، یوگنڈا، موریشئس اور جنوبی افریقہ میں بھی۔

فن لینڈ میں ایک الیکٹرانک شاخ ہے جہاں ویڈیو کیمرے کے ذریعے بیس ممالک کے افراد جمع ہوتے ہیں، یہ ممالک وہ ہیں جہاں آر ایس ایس کی باضابطہ شاخیں نہیں ہیں۔

دنیا بھر میں مندروں، آشرموں میں اکٹھا ہونے والا فنڈ بھی آر ایس ایس کی آمدن کا بڑا ذریعہ ہے۔

بابری مسجد کی شہادت کے بعد (VHP) وشوا ہندو پریشد پر کچھ سال کے لیے ہندوستان میں پابندی لگی تھی۔اس دوران پولیس اور دیگر تفتیشی اداروں نے جب اس

کے دفاتر پر چھاپے مارے تو دہلی اور دیگر شہروں سے تو معلوم ہوا کہ بابری مسجد کی شہادت کے لیے فنڈنگ یورپی ممالک اور خلیجی ممالک سے آئی تھی۔

ایک امریکی تنظیم کی رپورٹ "Hindu Nationalist Influence In Us" میں بتلایا گیا کہ 2019ء تا 2021ء سنگھ پریوار سے متعلقہ تنظیموں نے امریکہ سے 158.9 ملین ڈالر اکٹھے کیے، جن میں اکثر رقم ہندوستان میں نفرت پھیلانے پر خرچ کی۔

ایک تنظیم سویلائزیشن فاونڈیشن کو تیرہ ملین ڈالر اکٹھے کر کے دیے گئے، تاکہ امریکی یونیورسٹیوں کے تحقیقاتی کاموں پر اثرانداز ہوں۔

اوبرائے فاونڈیشن نے امریکی ریاستوں میں نصابی کتب اور اساتذہ کی ٹریننگ پر چھ لاکھ ڈالر خرچ کیے، ان میں سے ڈیڑھ لاکھ صرف کیلی فورنیا کے سکولوں پر خرچ کیے۔اس تنظیم نے سان ڈیا گو اسٹیٹ یونیورسٹی کو تحقیقات کے لیے کم ازکم 68000ڈالر دیے، جس میں سکھ مت،جین مت، بدھ مت اور ہندومت کی چار دھرم روایات میں کام کرنے والے اسکالرز کے بارے معلومات کا ڈیٹا بیس بنانے کاایک پروجیکٹ بھی شامل تھا۔

امریکہ کے محکمہ انصاف کے بقول کئی تنظیموں کو بھارتی حکومت نے ہر ماہ پندرہ ہزار سے اٹھاون ہزار ڈالرمختلف امریکی اداروں میں لابنگ کرنے کے لیے دیے۔

امریکہ میں سرگرم سنگھ پریوار سے وابستہ 24 تنظیموں نے اپنے گوشواروں میں 97.7ملین ڈالر اثاثے ظاہر کیے ہیں۔

امریکہ میں ہی وشواہندو پریشد کی شاخ نے 3.5 ملین امریکی ڈالر اپنے پاس بتلائے۔

امریکہ سے :

① انڈیا ڈویلپمنٹ اینڈ ریلیف۔ ② پرشکتی پیٹھ۔ ③ ایکل ودیالیہ فاونڈیشن آف

یو ایس اے ۔④ سیوا انٹرنیشنل ۔⑤ وشوا ہندو پریشد۔

ان پانچ سنگھ پریوار تنظیموں نے 2012ء تا 2021ء کے درمیان امریکہ سے 55 ملین ڈالر ہندوستان منتقل کیے۔ یہ تنظیمیں ہندوستان میں اقلیتوں پر حملوں اور سماجی پولیرائزیشن کی خلیج بڑھانے میں مصروف رہتی ہیں۔

بھارت میں اقلیتوں سے نفرت کے لیے ہندوتوا گروپ کی فنڈنگ کے خلاف مظاہرہ فریسکو، ٹیکساس:

14 دسمبر 2022ء امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر فریسکو میں شہری حقوق اور بین المذاہب تنظیموں کے ارکان سمیت 300 کے قریب لوگوں نے بھارت میں ہندوتوا سے نفرت اور عیسائیوں پر جاری ظلم وتشدد کے خلاف ایک ریلی نکالی۔خبررساں ادارے کے مطابق فریسکو سٹی کونسل کے باہر نکالی گئی ریلی کے شرکاء میں عیسائی، مسلم، بدھ اور دلت برادریوں کے علاوہ انسانی حقوق کے کارکنان اور مقامی رہائشیوں نے شرکت کی ۔ ریلی کا اہتمام فریسکو میں قائم گروپ گلوبل ہندو ہیریٹیج فاؤنڈیشن کی جانب سے گزشتہ ماہ بھارت میں منہدم کیے گئے 75 گرجا گھروں کے لیے فنڈز جمع کرنے کے بعد کیا گیا ۔اس موقع پر مقررین نے امریکی حکومت پر زور دیا کہ وہ ہندوتوا کو اقلیتوں اور جمہوری اقدار کے لیے خطرہ تسلیم کرے اور امریکہ میں ہندوتوا سے نفرت کرنے والے گروپوں کے خلاف کارروائی شروع کرے۔Zion چرچ کے پادری جسٹن صابو نے بھارت کے 27 ملین عیسائیوں کی حمایت میں جمع ہونے پر مظاہرین کا شکریہ ادا کیا،جنھیں بھارت میں ہندوتوا گروپوں کی طرف سے ظلم وستم کا سامنا ہے۔ انھوں نے اپنے بچپن کی ایک کہانی بھی سنائی جب انھیں بھارتی ریاست کرناٹک کے اپنے آبائی شہر بنگلور میں ہندو انتہاپسندوں کے ایک گروپ نے تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔پادری صابو نے امریکی اور ہندوستانی جھنڈے اٹھائے مردوں، عورتوں اور بچوں کے ہجوم سے کہا، ہم سب زخمی

ہیں۔ہم ہندوستان میں جو کچھ ہوا ہے اسے یہاں امریکہ میں ہمارے پیچھا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔لہٰذا ہم ہر اس نفرت کے خلاف کھڑے ہیں جو کسی بھی تنظیم سے ،کسی بھی عبادت گاہ کے خلاف ہو۔طویل عرصے سے فریسکو کے رہائشی ڈینیئل متیالہ نے اس موقع پر خبردار کیا کہ شمالی ہندوستان کے شہر تروپتی میں گرجا گھروں کو مسمار کرنے کا عمل پہلے ہی جاری ہے جہاں گلوبل ہندو ہیریٹیج فاؤنڈیشن نے فنڈز بھجوانے کا فیصلہ کیا۔ امبیڈکرائٹ بدھسٹ ایسوسی ایشن آف ٹیکساس کی نمائندگی کرتے ہوئے اتل شندے نے بھارت میں گرجا گھروں کو مسمار کرنے کے لیے فاونڈیشن کی طرف سے فنڈ جمع کرنے کی مذمت کی اور کہا کہ گرجا گھروں کو مسمار کرنے کی غیر قانونی سرگرمی کے لیے چندہ اکٹھا کرنا خود بھارتی آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔انہوں نے کہا کہ مذہب کے نام پر، ہندوتوا تنظیمیں کون سے نظریات پھیلانے جا رہی ہیں؟ اس سے محبت نہیں بلکہ نفرت پھیلے گی۔فریسکو مسلم کمیونٹی کی رکن زہرہ کمال نے کہا کہ عیسائی اور مسلمان بچپن میں تمام خوشیاں ایک ساتھ بانٹتے تھے اور اب ہمیں مقدس مقامات کو مسمار کیے جانے کا غم بانٹنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستانی نژاد امریکی مسلمان ہونے کی حیثیت سے وہ کہنا چاہتی ہیں کہ ہم اپنے ہندوستانی عیسائی دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور ہم اس مشکل وقت میں ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔احتجاج میں شامل ایک اور مسلم سعید نے کہا کہ ہندوتوا امریکی سرزمین پر بھی امن کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

20فروری 2023 کو نیو دہلی کے جنتر منتر پر عیسائی برادری کے لوگوں نے ملک کے مختلف حصوں میں گرجا گھروں پر حملوں،تشدد اور گرفتاریوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔انھوں نے کہا کہ 2021 میں عیسائی برادری پر 525 مظالم کے واقعات پیش آئے اور 2022 میں 600 واقعات دیکھنے میں آئے۔

نیو یارک 13فروری لیڈیا پولگرین نیو یارک ٹائمز میں لکھتی ہیں کہ نریندر مودی کی

حکومت کے تحت بھارت میں مسلمانوں کے خلاف تشدد میں اضافہ ہوا ہے اور مجرموں کو اکثر سزا نہیں ملتی ہے۔اخبار کا کہنا ہے کہ مودی حکومت نے ایسے قوانین اور پالیسیاں نافذ کر رکھی ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کو نشانہ بنانا ہے۔شہریت کے قوانین میں تبدیلیاں جن سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے اور بھارت اور پاکستان کے درمیان تنازعہ کی وجہ مسلم اکثریتی علاقے جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کو منسوخ کرنا بھی ان میں شامل ہے۔لیکن یہ سوچنا غلط ہوگا کہ بھارت میں صرف مسلمانوں کو خطرہ ہے۔حکومت نے منظم طریقے سے آزادی اظہار اور اختلاف رائے کے تمام طریقوں پر کریک ڈاؤن کیا ہے، اپنے ہنگامی اختیارات میں اضافہ کیا ہے تاکہ ان معلومات کو روکا جا سکے جو وہ بھارتی عوام سے دور رکھنا چاہتی ہے اور انسداد دہشت گردی کے گھناؤنے قوانین کے تحت مخالفین کو دبانا آسان بنا رہی ہے۔میرا ایک بھارتی صحافی دوست ان بہت سے لوگوں میں شامل ہے جنھوں نے گزشتہ کچھ سالوں میں مایوس ہوکر ملک چھوڑ دیا ہے۔انھوں نے اس صورتحال کو اس طرح بیان کیا کہ یہ صرف مسلمانوں پر حملہ نہیں ہے، یہ تمام بھارتیوں پر حملہ ہے کیونکہ اس سے ہم اپنے خیالات، سوچ، خوابوں اور بھرپور زندگی سے محروم ہو رہے ہیں۔امریکی اخبار نے ”دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت آزادی اور رواداری کو ختم کر رہی ہے“ کے عنوان سے لکھا کہ ایپل اور ٹیکنالوجی کی دیگر کمپنیوں کی طرح بائیڈن انتظامیہ بھارت میں کام کرنے کے خواہشمند ہیں اور وہ گجرات فسادات کو بھول جانے اور بڑھتے ہوئے مسلم کش جذبات پر آنکھیں بند کرنے کے لیے تیار نظر آتے ہیں۔ اخبار لکھتا ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ تیسری بار جیتنے کی خواہش رکھنے والے مودی آئین کے ڈھانچے میں بنیادی تبدیلیاں کرنے اور بھارت کو ایک ہندو ملک قرار دینے کی کوشش کریں گے۔

امریکی گروپوں نے سنگھ پریوار پر 159 ملین ڈالر خرچ کیے:

رپورٹ اسلام آباد 02 جون ساوتھ ایشیا سیٹیزن ویب (South Asia Citizen

Web) کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امریکہ میں سنگھ پریوار سے وابستہ گروپ بھارت کی قوم پرستی کی جنگ، سیاسی حکمت عملیوں، اقلیتوں اور ناقدین کے خلاف نفرت انگیز مہمات کی مالی اعانت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ 93 صفحات پر مشتمل رپورٹ میں ہندوتوا سول سوسائٹی گروپوں کے مالی اخراجات کو مرتب کیا گیا ہے، جس میں بھارت میں متعلقہ اداروں کو رقوم بھیجنے پر ان کے اخراجات کا پتا لگایا گیا ہے۔رپورٹ میں 24 امریکی ہندوقوم پرست تنظیموں کے نام اور ان کی سرگرمیوں کا سراغ لگایا گیا ہے جن کے پاس تازہ ترین ریکارڈ کے مطابق، تقریباً 100 ملین ڈالر کے اثاثے ہیں۔رپورٹ میں کہا گیا 2001 تا 2019 کے درمیان دستیاب ٹیکس گوشواروں کے مطابق سنگھ پریوار سے منسلک سات خیراتی گروپوں نے مبینہ طور پر اپنی پروگرامنگ پر کم ازکم 9.158 ملین ڈالر خرچ کیے جس میں سے زیادہ تر بھارت میں گروپوں کو بھیجے گئے۔یہ حسابات ان سات گروپوں کے ٹیکس ریٹرن پر مبنی تھے جن کی شناخت (1) آل انڈیا موومنٹ (اے آئی ایم) فار سیوا، (2) ایکل ودیالیہ فاونڈیشن آف امریکہ، (3) انڈیا ڈیولپمنٹ اینڈ ریلیف فنڈ، (4) پرم شکتی پیٹھ، (5) پی وائی پی یوگ فاونڈیشن، (6) وشو ہندو پریشد آف امریکہ (7) سیوا کے طور پر کی گئی ہے۔ رپورٹ میں لابی گروپوں کی سیاسی مہم کی مالی اعانت کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 2015 اور 2020 کے درمیان امریکی کانگریس کے رکن کرشنا مورتی نے امریکہ میں ہندوقوم پرست مفادات کو تحفظ دینے کے لیے سنگھ سے وابستہ افراد سے 117000 ڈالر سے زیادہ وصول کیے۔ساتھ ایشیا سیٹیزن ویب رپورٹ میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس سارے عمل میں ممکنہ مالی بے ضابطگیوں کے شواہد بھی تھے، جیسا کہ سرکاری فائلنگ اور ویب سائٹس کی چھان بین کرنے سے مختلف ٹرسٹوں اور غیر منافع بخش گروپوں کے درمیان زمین اور رقم کی منتقلی کا سلسلہ ظاہر ہوا تھا۔ رپورٹ میں مزید کہا کہ ان واقعات میں مزید تفتیش کی ضرورت

ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مودی حکومت نے امریکی پالیسی اور تعلیمی معاملات میں بھارت کے مفادات کو آگے بڑھانے کے لیے 2017 اور 2020 کے درمیان لابنگ گروپوں کو مبینہ طور پر اوسطاً تقریباً 15000 ڈالر فی ماہ سے لے کر تقریباً 58000 ڈالر فی ماہ ادا کیا۔ رپورٹ میں استفسار گیا ہے کہ کیا امریکی حکومتی ادارے امریکہ کی سرزمین پر موجود سنگھ پریوار گروپوں کی نگرانی کریں گے، کیا وہ سیاسی عہدوں پر بیٹھے افراد کی سنگھ سے روابط کی جانچ کریں گے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سنگھ پریوار کے اثر ورسوخ کے کام کو چیلنج کرنے کے لیے اس کے اداروں، قیادت، حکمت عملی، فنڈنگ کے بہاؤ، آلات اور اثر ورسوخ کے اہداف اور ان کے اثرات کی شناخت کی ضرورت ہے۔

امریکی ارب پتی سرمایہ کار جارج سوروس نے 2020 میں ڈیووس میں منعقدہ عالمی اقتصادی کانفرنس میں کہا تھا کہ بھارت میں جس طرح قوم پرستی کا نعرہ لگایا جارہا ہے اس سے بھارتی معاشرہ تباہ ہوجائے گا۔

صحافی روہنی سنگھ کو انٹرویو دیتے ہوئے کانگریس پارٹی کے لیڈر کمل دھالیوال کے مطابق جو طالب علم آج کل بھارت سے یورپ، امریکہ کی درسگاہوں میں آتے ہیں لگتا ہے ان کی برین واشنگ کی گئی ہو۔ ان کی پرورش ہندو قوم پرستی کے خول میں ہوئی ہے اور وہ اس نظریہ کو ساتھ لے کر آئے ہیں جس میں مسلمانوں کے ساتھ نفرت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر کوئی بھارت سے چلنے والے کسی نہ کسی وٹس ایپ گروپ کا ممبر ہوتا ہے۔ جہاں اقلیتوں کے خلاف مہم چلائی جاتی ہے۔

آر ایس ایس نے ہر ہر شعبے میں بندے شامل کر کے کنٹرول حاصل کیا ہوا ہے۔ جیسے پولیس، سرکاری دفاتر، طلبہ، ملازمین، مزدور، میڈیا، عدلیہ، وکلا اور افواج وغیرہ۔ دور جدید میں سیاست میڈیا اور بڑی بزنس کمپنیوں، بزنس مین فیملیوں کو بھی استعمال کرتے ہیں۔ جیسے گوتم اڈانی ، مکیش امبانی ، رتن ٹاٹا وغیرہ ۔ میڈیا، سوشل میڈیا پر بھی گرفت بنائی

ہے، بلکہ دنیا کے بڑے بڑے باہمی رابطوں کے اداروں فیس بک، وٹس ایپ، ٹویٹر وغیرہ میں اپنے لوگ بھرتی کر کے آئی ٹی کی کمپنیوں کو ہاتھ میں لے کر یا ساتھ ملا کر اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

ان دنوں میں بی بی سی نے نریندر مودی کے گجرات میں مسلمانوں پر مظالم پر ایک ڈاکومنٹری بنائی ہے ۔مودی حکومت نے ہرجگہ سے ہٹوایااور بی بی سی کے دفاتر پر مختلف بہانوں سے چھاپے مار کر اسے سزادی۔جس ملک میں بی بی سی جیسے انٹرنیشنل ادارے کو بے بس کر دیا جاتا ہے ۔لوکل میڈیا کی جو حالت ہوتی ہوگی بخوبی سمجھ آتی ہے۔

حالیہ دنوں میں مودی کے دوست گجراتی بزنس مین گوتم اڈانی کے ذریعے این ڈی ٹی وی پر بھی قبضہ کیا ہے۔اڈانی کی کمپنی ہندوستان ایئر پورٹ بندرگاہیں، زراعت کے متعلقہ اداروں وغیرہ کو پہلے ہی دیکھ اور چلا رہی ہے۔اسرائیلی (مقبوضہ فلسطین) بندرگاہ حائفہ بھی چلارہی ہے۔گوتم اڈانی کی نظر میں یہ بندرگاہ کا حصول محض تجارتی نہیں ہے بلکہ وہ اس سرمایہ کاری کو اسرائیل اور انڈیا کے درمیان تعلقات کے تناظر میں دیکھتے ہیں اور اس بندرگاہ کی فوجی اہمیت کو بھی سمجھتے ہیں۔اسرائیل میں مقیم ہندوستانی صحافی ہریندر مشرا کے مطابق یہ کوئی معمولی معاہدہ نہیں ہے بکہ یہ ایک سٹریٹجک فیصلہ ہے۔اڈانی گروپ کی طرف سے اتنی بڑی پیشکش کے پیچھے کوئی بڑی وجہ موجود ہے۔(بی بی سی،یکم فروری2023)

آر ایس ایس کی اشاعتی ادارے سروچی پرکاشن سے شائع کتاب ’’آر ایس ایس ایک تعارف‘‘ میں جن 30 تنظیموں کو یکساں نظریاتی تنظیمیں بتایا گیاان میں سے ایک کا نام بھارتیہ جنتا پارٹی بھی ہے۔

آر ایس ایس کی چند ذیلی تنظیمیں یا شاخیں یہ ہیں :

① بی جے پی (سیاست)۔ ② بھارتیہ کسان سنگھ (کاشتکاروں)۔ ③ بھارتیہ سنگھ

مزدوروں میں۔ ④سیو بھارتی۔ ⑤ راشٹریہ سیویکا سمیتی۔ ⑥ اے بی وی پی (اکھل بھارتیہ ودھارتی پریشد (طلبہ)۔ ⑦ وشوا ہندو پریشد۔ ⑧ ہندوسیوک سنگھ۔ ⑨ سودیشی جاگرن منچ۔⑩ سرسوتی شیو مندر۔⑪ ونواسی کلیان آشرم۔مسلم راشٹریہ منچ (مسلمانوں میں)۔ ⑬ بجرنگ دل (نوجوانوں میں)۔ ⑭ لگھوادھوگ بھارتی ⑮ بھارتیہ وچار کیندر۔ ⑯ وشوسنواد کیندر۔راشٹریہ سکھ سنگت۔ ⑱ ہندو جاگرن منچ ۔⑲ وویکا نند کیندر۔⑳ جماعت علماء۔ ㉑ گئورکشا سمیتی۔ ㉒ اینٹی رومیوسکواڈ وغیرہ۔

ان کے علاوہ اور بھی تنظیمیں ہیں جو آر ایس ایس کے نیچے کام کرتی ہیں، ان تمام کے مجموعہ کوسنگھ پریوار کہا جاتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ آر ایس ایس کئی منہ کئی سروں کئی روپ کئی رنگوں والا ایک عفریت ہے جومختلف انداز سے مختلف میدانوں میں کام کرتا ہے،مگر مقصد سب کا ایک ہی ہے۔ ہندتوا کی علمبرداری اور اس کے منشور ونظریہ کا کسی طرح بھی نفاذ۔ چاہے کسی کی بھی جان لینی پڑے، کوئی بھی ظلم کرنا پڑے ،کوئی بھی سفا کی کرنی پڑے یا کوئی بھی بدعہدی کرنی پڑے۔

1934ء میں ساورکر کے اشارے پرنتھورام گوڈسے نے گاندھی جی پر حملہ کیا جس سے وہ بچ گئے۔

1940ء کو ایک بار پھرنتھورام گوڈسے سمیت آر ایس ایس کے غنڈوں نے حملہ کیا جس میں وہ بال بال بچ گئے۔

20جنوری 1948ء کو آر ایس ایس کے مدن لال نے بم کے ذریعے گاندھی جی کو اڑانے کی کوشش کی جس میں وہ بچ گئے۔

30جنوری 1948ء کو پھرنتھورام گوڈسے نے صبح کی پراتھنا سبھا میں تین گولیاں گاندھی جی کے سینے میں داغ کرقتل کر دیا۔اس سلسلے میں آٹھ لوگوں کوگرفتار کیا گیا۔

آر ایس ایس پر چار بار پابندی لگی:

① انگریز دور میں۔

② 30 جنوری 1948ء کو گاندھی کے قتل کے بعد۔

③ 1975ء میں اندرا گاندھی نے لگائی۔

④ 1992ء میں بابری مسجد کی شہادت کے بعد لگائی گئی۔

آر ایس ایس کے خلاف ہندوستان کے بانی لیڈروں کے بیانات، مگران کا اپنا عمل ہندتوا کی علمبرداری ہی رہا۔

① چندر موہن گاندھی نے کئی بار آر ایس ایس کے سربراہ کو مشورہ دیا کہ وہ مسلمانوں سے لڑنے کی بجائے کانگریس میں شامل ہوں اور برطانوی سامراج کا مقابلہ کریں۔ گاندھی پر آر ایس ایس کے کئی ناکام حملوں کے بعد آر ایس ایس کے رکن نتھورام گوڈسے نے دہلی میں گاندھی کو قتل کیا تو ہندوستان کے کئی شہروں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد کئی شہروں اور قصبوں میں جشن منایا گیا اور مٹھائی بانٹی گئی۔ گوالیار اور جے پور میں خاص طور پر مظاہرے ہوئے۔ مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ ان شہروں میں کھلم کھلا مٹھائی تقسیم کی گئی اور لوگوں نے سرعام خوشیاں منائیں۔ گاندھی جی کے قاتل گوڈسے پر مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن مقدمہ کی تیاری میں بہت دیر لگی۔ پولیس کی تفتیش میں کئی ماہ لگ گئے، کیونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گاندھی جی کو قتل کرنیکی سازش کا جال بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔ گوڈسے کی گرفتاری پر جو ردعمل ہوا اس سے ظاہر تھا کہ ہندوؤں کے ایک طبقہ میں فرقہ واریت کا زہر کتنا گہرا اثر کر چکا تھا۔ ہندوستانیوں کی اکثریت نے گوڈسے کی مذمت کی تھی اور اسے غدار قرار دیا تھا۔ لیکن کچھ معزز خاندانوں کی خواتین نے اپنے ہاتھوں سے

سویٹر بن کر اسے بھیجے۔اس کی رہائی کے لیے ایک تحریک بھی چلائی گئی۔[ہندوستان آزاد ہوگیا]

گاندھی کا قاتل نتھورام گوڈ سے سنگھ پریوار کا ہیرو ہے، ہر سال اس کا دن منایا جاتا ہے۔اس کی راکھ اس کی ناپاک وصیت کے مطابق سنبھال کر رکھی ہوئی ہے کہ جب اکھنڈ بھارت بن جائے تو دریائے سندھ میں اس کی راکھ کو بہا کر اس علاقے کو پاک کیا جائے، کیونکہ پاکستان بننے کی وجہ سے یہ علاقہ پلید ہوگیا ہے۔

② 30 جنوری کو گاندھی کے قتل کے بعد جب حکومت نے آر ایس ایس پر پابندی لگائی تو اس وقت کے ہندوستانی شدت پسند وزیر داخلہ ولبھ بھائی پٹیل گجراتی نے پابندی ختم کرنے کے لیے آر ایس ایس سے مطالبہ کیا کہ وہ ہندوستانی قانون کو مانتے ہوئے اپنی مسلح تحریک کو ترک کر دے اور نہ صرف ہندوستانی آئین کو تسلیم کرے بلکہ ہندوستانی ترنگے کے سامنے سرِ تسلیم خم کردے اور اپنی جماعت میں زبردستی نوعمر لڑکوں کو شامل نہ کرے۔

③ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند کو اس وقت آر ایس ایس کے سربراہ گولکر نے خط لکھا کہ اس سے پابندی ہٹا دی جائے۔پنڈت نہرو نے جواب میں آر ایس ایس کو واضح طور پر ملک دشمن قرار دیا اور کہا کہ حکومت کے پاس ثبوت موجود ہیں کہ آر ایس ایس مسلح نجی فوج رکھنے والی ایک ایسی تنظیم ہے جس کا لٹریچر ٹریننگ اور سرگرمی جرمن نازیوں سے مشابہ ہے۔

④ ہندوستان کے پہلے صدر راجندر پرشاد شروع دن ہی سے آر ایس ایس کو امن وامان کے لیے خطرہ سمجھتے تھے، انھوں نے آر ایس ایس کو مہاراشٹرین برہمن تحریک قرار دیا اور اسے ایک خفیہ تحریک کے طور پر ہی دیکھا، جس نے تشدد کو استعمال کیا اور

فاشزم کو فروغ دیا۔ 14 مئی 1948ء کو وزیر داخلہ پٹیل کو لکھے اپنے خط میں کہا کہ آر ایس ایس کے مسلح کارندے مسلمانوں کے بھیس میں ہندو اکثریتی علاقوں میں جا کر لوٹ مار کرتے ہیں۔ آتش زنی، فسادات اور قتل وغارت گری کرتے ہیں اور اسی طرح مسلمانوں کے اکثریتی علاقوں پر بھی حملے کرتے ہیں، اس لیے آپ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان انتشار و دشمنی پیدا کرنے کے آر ایس ایس کے اس منصوبے کو بے نقاب کریں اور ان کے خلاف سخت کارروائی کریں۔

⑤ راہول گاندھی نے انڈیا میں امریکی سفیر ٹموتھی روم سے جولائی 2009ء میں کہا تھا کہ آر ایس ایس سے ہندوستان کو اتنا بڑا خطرہ ہے جتنا بڑا لشکر طیبہ سے نہیں ہے۔[وکی لیکس]

⑥ اکتوبر 2022ء میں لالو پرساد یادو نے مطالبہ کیا کہ آر ایس ایس سارے فتنہ کی جڑ ہے، یہ تنظیم دھرم کے نام پر ملک کو بانٹنا چاہتی ہے، لہٰذا اس پر پابندی لگائی جائے۔

دلت رام کمار کے مطابق آج راشٹریہ سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کا نیٹ ورک دیکھ کر "CAMBRIDGE,HARWARD,OXFORD,IIM,IIT,BIT,NIT" جیسے عالمی ادارے اور پوری دنیا حیران ہے آخر کیوں۔ آپ بھی جان لیجیے۔ (کہ آر ایس ایس جیسی عسکری، فرقہ پرست، علیحدگی پسند جماعت جن کے آئیڈیل ہٹلر اور مسولینی ہیں، جن پر چار مرتبہ پابندی لگ چکی ہے، وہ کہاں تک پہنچ گئی ہے اور یہ پڑھیں):

① ہندوستان کا صدر۔ ② نائب صدر۔ ③ وزیراعظم۔ ④ وزیر داخلہ ⑤ وزیر خارجہ۔ ⑥ وزیر دفاع ⑦ وزیر تعلیم۔ ⑧ وزیر خزانہ ⑨ وزیر ٹیکنالوجی۔ ⑩ دیگر اہم ترین مرکزی وزارتیں۔ ⑪ گزشتہ ٹرم کی کئی مرکزی حکومتیں ⑫ 18 صوبوں کے

وزیر اعلیٰ۔ ⑬ 29صوبوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں گورنر۔ ⑭ ایک لاکھ شاخوں میں 15 کروڑ خدمات انجام دینے والے۔ ⑮ ایک لاکھ سرسوتی علمی مندر میں کم و بیش ایک کروڑ طلبہ۔ ⑯ 2 کروڑ بھارتیہ مزدور سنگھ کے اراکین۔ ⑰ ایک کروڑ ABUP خدمت گزار۔ ⑱ 15 کروڑ بی جے پی کے ممبران۔ ⑲ نوہزار پورے طور سے اور 7لاکھ سابقہ فوجی بطور معاون۔ ⑳ ایک کروڑ وشوا ہندو پریشد کے اراکین۔ ㉑ 30لاکھ بجرنگ دل کے ہندتوا خادم۔ ㉒ اٹھارہ صوبوں میں 15لاکھ امدادی۔ ㉓ 303لوک سبھا ممبران۔ ㉔ 68راجیہ سبھا ممبران۔ ㉕ 1200 کے قریب اشاعتی اداروں سے شائع ہونے والے اخبارات، رسالے، لٹریچر وغیرہ۔

آر ایس ایس کا نظریہ ہندوستانی اداروں میں سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ تعلیمی میدان میں، لٹریچر اور تاریخ کو بھی ہندو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، آر ایس ایس کے ایجنڈے کے مطابق جو نئی نسل میں نفرت اور فساد کی پرورش کر رہا ہے۔

ہندوستانی ایٹمی پروگرام، میزائل پروگرام، خلائی پروگرام، دفاعی پروگرام اور ہندوستانی افواج کو بھی ہندتوا کے مذہبی رنگ متشدد نظریہ پر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جو کہ دنیا کے لیے خطرناک ہے، کیونکہ ہندتوا کا ایجنڈا مہا بھارت سے بڑھ کر عالمی ہے۔

ہندوستانی افواج اور آر ایس ایس کے درمیان گہرے تعلق نے کئی سنگین سوالات کو جنم دیا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بھارتی افواج بھی مودی سرکار اور اس کی گھناؤنی مسلم اور انسان دشمن پالیسیوں کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ جو ہندوستانی اتحاد کی علامت سیکولرازم کو زمین بوس کر رہی ہے۔ اگر یہ معاملہ یوں ہی آگے بڑھتا رہا تو اقلیتوں کو تو چھوڑیں خود ہندوستان کے دلت، شودر اور دوسری چھوٹی جاتی کے ہندوؤں کی اکثریت کے حقوق سلب کر لے گا۔

آر ایس ایس نے نصاب تعلیم پر ہندتوا کے اثرات ڈالے ہی نہیں، بلکہ اسے ہندتوا

کے چوکھٹے تک محدود کرنے اور تاریخ ہی نہیں بلکہ سائنس کو بھی ہندو دیو مالائی داستانوں کے مطابق بنانے اور غیر ملکی حملہ آوروں (مسلمانوں، عیسائیوں) کے ذکر کو تاریخ سے، مسلمانوں کے ناموں سے آباد شہروں کے ناموں، سڑکوں کے ناموں اور اداروں کے ناموں کو بھی ختم کیا جا رہا ہے۔ تعلیمی اداروں، سرکاری محکموں، ہوٹلوں، دوران سفر، رہنے کے لیے سوسائٹیوں میں آئے دن مسلمانوں اور اقلیتوں کو تنگ کیا جاتا ہے اور نکالا جاتا ہے۔ تعلیم، صحت اور کاروبار کے میدانوں میں بھی بہت کم حصہ دیا جاتا ہے۔

آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں کے اسی متشدد ہندتوا کی سوچ علمبرداری اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے ہندوستان میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے خلاف ہونے والے فسادات و درندگی کا قصوروار پایا جاتا ہے۔ تحقیقاتی کمیشنوں کی طرف سے جن فسادات پر سرزنش کا سامنا کرنا پڑا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:

① 1969ء کو احمد آباد میں فساد پر جگموہن رپورٹ۔

② 1970ء کے بھیونڈی فسادات پر ڈی پی ماڈن رپورٹ۔

③ 1971ء میں تلیسری فساد پر وتایانیل رپورٹ۔

④ 1979ء کے جمشید پور فساد پر جتندر نارائن رپورٹ۔

⑤ 1982ء میں کنیا کماری فسادات پر وینوگوپال رپورٹ۔

⑥ 1989ء بھاگلپور فسادات کی رپورٹ۔

⑦ 1992ء میں بابری مسجد کی شہادت پر فسادات کی رپورٹ۔

⑧ 2002ء میں گجرات کے قتل عام میں مودی کی گجرات حکومت، وشوا ہندو پریشد، بجرنگ دل اور بی جے پی کو ہیومن رائٹس واچ اور دوسرے عالمی اداروں نے مورد الزام ٹھہرایا۔ خود ہندوستان کے اعتدال پسند لوگ اور معروف اسکالر پال براس، مارتھانو

سبام اور دیپانکر گپتا نے بھی مودی اور اس کے حواریوں کو گجرات کے قتل عام کا ذمہ دار سمجھا۔اسی وجہ سے مودی کو بچر مودی یا بچر آف گجرات کا لقب دیا گیا۔ گجرات کے تجربہ کے بعد آر ایس ایس اتر پردیش کے اپنے پرچارک یوگی کو مودی کا جانشین بنانا چاہتی ہے۔ آر ایس ایس کے لوگ آج ہندوستان بھر میں کہیں گورنر، کہیں وزیر اعلیٰ اور تو اور ایوان صدر تک پہنچے ہیں، وہ آر ایس ایس جس پر چار بار پابندی لگ چکی ہے، جو انسانیت دشمنی میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔

1- آر ایس ایس کے پرچارک سوامی نرسیمانند نے اعتراف کیا کہ 2007ء میں سمجھوتہ ایکسپریس دھماکے، 29 ستمبر 2008ء کو ریاست گجرات اور مہاراشٹر میں ہونے والے تین بم دھماکوں کے ماسٹر مائنڈ کرنل پروہت تھے۔جو ہندوستانی فوج کے حاضر سروس آفیسر تھے۔

2- سوامی نرسیمانند نے اعتراف کیا کہ 2007ء میں اجمیر شریف دھماکے میں بھی ملوث تھا،جس کا حکم آر ایس ایس کے موہن بھاگوت نے دیا تھا۔مکہ مسجد دھماکے میں بھی ہندو ملوث نکلے۔

3- جنوری1999ء میں آر ایس ایس کے پرچارک دارا سنگھ نے عیسائی مشنری اور اس کے بیٹوں کو زندہ جلا دیا تھا۔

4- 2008ء میں اڑیسہ میں ہونے والے پرتشدد واقعات میں بھی مسیحی گروپوں نے آر ایس ایس کو ہی ملوث قرار دیا۔

5- 2022ء کے اگست کی 29 تاریخ کو ناندیڑ کی عدالت میں یشونت شندے نام کے ایک شخص نے حلف نامہ داخل کرکے یہ دعویٰ کیا کہ آر ایس ایس نے بی جے پی کو اقتدار میں لانے کے لیے ماضی میں کئی جگہوں پر ملک میں دھماکے کیے۔شندے کی

درخواست تھی کہ اسے ناندیڑ میں 2006ء میں بم دھماکے کے معاملہ میں گواہ بنایا جائے۔

6- شندے 1999ء میں اندریش کمار کی ہدایت پر راشٹریہ سیوک سنگھ کے ایک سینئر کارکن ہمانشو اور اس کے سات دوستوں کو جموں لے گیا تھا، جہاں انھوں نے ہندوستانی فورسز کے جوانوں سے جدید ہتھیاروں کی تربیت حاصل کی۔شندے نے دعویٰ کیا کہ انھوں نے بعد میں ایک کیمپ میں بم سازی کی تربیت بھی حاصل کی تھی۔ کیمپ کا ماسٹر مائنڈ اور مین آرگنائزر ملند پراندے تھا، جو اس وقت وشوا ہند پریشد کا قومی آرگنائزر ہے۔ کیمپ میں مرکزی انسٹرکٹر متھون چکروتی کے نام سے ایک عام آدمی تھا، جس کا اصل نام روی دیو (آنند) تھا۔جو اب وشوا ہندو پریشد کی اترکھنڈ یونٹ کا سربراہ ہے۔

7- مالیگاؤں بم دھماکوں کی ملزمہ سادھوی پرگیا اس وقت رکن پارلیمنٹ ہے، جو کرنل پروہت کی کیس وار ہے۔

8- 1946ء میں ہندو انتہا پسند تنظیم ویردل نے سالانہ مرکزی جلسہ مظفر آباد میں کیا، جس میں ہندوستان سے مہا سبھائی لیڈروں ڈاکٹر مونجے، ڈاکٹر کھاپریا اور ویر ساورکر نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تقاریر کر کے ہندو نوجوانوں کو تشدد پر اکسایا۔

9- 1947ء میں سرینگر کے قریب بھارتی کچھ ریاستوں کے غیر مسلم حکمرانوں کی خفیہ میٹنگ ہوئی۔جس میں آر ایس ایس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے قتل عام کے لیے سازش تیار کی گئی۔ایک ایسا منصوبہ تیار کیا کہ جس میں مسلمانوں کی آبادی کو مکمل طور پر ختم کرنا تھا۔اس کا آغاز پونچھ سے ہوا تھا۔ [بلراج پوری]

10- آر ایس ایس کے ہیڈ سوامی گروجی کی بائیوگرافی میں ہے کہ اس کا مہاراجہ ہری سنگھ کو بھارت سے الحاق پر راضی کرنا، مہاراجہ کا آر ایس ایس کے لوگوں کا مدد کرنے پر شکریہ ادا کرنا اور 19 اکتوبر کو ولبھ بھائی پٹیل کو اس کامیابی کی خبر دینا۔

11- ڈاکٹر شیام پرشاد مکھرجی کو جموں میں ان کے (جموں و کشمیر کو ملنے والے خصوصی

درجہ دینے پر) احتجاج کی وجہ سے گرفتار کیا گیا۔اس کی جموں جیل میں ہی موت ہوئی۔

12- مودی حکومت نے جب جموں وکشمیر کا خصوصی درجہ 35Aاور آرٹیکل 370 کوزبردستی ختم کیا یہ بیانات دیے کہ ہم نے ڈاکٹر شیام پرشادمکھرجی کا ادھورا مشن پورا کیا۔کشمیریوں کی صدیوں سے زمینیں چھین کر اس پر ہندتوا کےعزائم کے مطابق ہندوستانی کمپنیوں کو اور غیر کشمیریوں کو آباد کر کے مقامی مسلمانوں کو بالکل بے بس کیا جارہا ہے۔اسی طرح شہریت بل پاس کروا کر کہا کہ ساورکر کا سپنا پورا کیا۔کبھی کسی کا سپنا پورا کرتے ہیں، کبھی ڈاکٹر منجے کا خواب پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی نہ کرے، اگرمشرقی پاکستان کی طرح جموں وکشمیر میں اپنے عزائم میں آر ایس ایس کے نظریہ کے مطابق کامیاب ہوتے ہیں۔پھر جو تباہ کن نقشہ یا حالات بنتے نظر آتے ہیں، اللہ کی پناہ۔مشرقی پاکستان میں بہاریوں نے تو ہندوستان کا وہ نقصان نہیں کیا تھا جو کشمیری اپنے عزم و ہمت استقامت سے ہندوستان کو ہر روز رسوا کرتے ہیں۔۔ہندتوا کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکے ہوئے ہیں۔پھر مشرقی پاکستان میں اتنی مقدس جگہیں ہندوؤں کے لیے نہ تھی جتنا وہ جموں وکشمیر میں دعویٰ کر رہے ہیں اور جغرافیائی اہمیت بھی جموں وکشمیر کی بہت زیادہ ہے۔اس لیے پاکستانی حکمرانوں اورعوام پاکستان کو بھی فوری اس عفریت کو قابو کرنا اور کچلنا ہوگا اور جو ہندتوا کے عفریت کو روکے ہوئے ہیں ان کی آواز بننا ہوگا، انھیں ہر طرح مضبوط کرنا ہوگا، تاکہ وہ یکسو ہوکر اس عفریت کونکیل ڈال سکیں اور کچل سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس انسانیت شکن سوچ وفکر کوکبھی کامیاب نہ کرے۔پاکستان، اہل جموں و کشمیرکواور تمام ہندوستان کے مسلمانوں اور پورے خطے کو اس آر ایس ایس کی یلغار اور مکروہ عزائم سے بچا کر رکھے۔آمین!

❀❀❀

ہندوستان میں اقلیتوں پر مظالم کی ایک جھلک

مسلمانوں نے ہندوستان میں ہزار سال حکومت کی ہندوؤں کو حقوق دے کر رکھے بلکہ اہم عہدوں پر فائز رکھا اور ابھی آزادی کے بعد 80 سال بھی نہیں ہوئے کہ ہندو بلوائیوں کی طرف سے ریاستی چھتری کے نیچے کس طرح اقلیتوں کا قتل عام کیاجا رہا ہے۔ہم نے صرف کچھ اعدادوشمار یہاں دیے ہیں کہ کس طرح لاکھوں لوگوں کو شہید اورہجرت پر مجبور کرکے اور خواتین کو اغوا کرکے آبادی کا تناسب بدلا گیا۔مسلمانوں کی املاک کو لوٹا گیا اور ان پر قبضہ کیا گیا۔جن کی تفصیلات اخبارات، انٹرنیشنل میڈیا اور کتب میں بھری پڑی ہیں۔ 1947ء میں مہاراجہ کشمیر اور دیگر جتھوں سے مل کر جموں کشمیر میں مسلمانوں کا قتل عام اور لوٹ مار کی گئی۔ 1964ء کولکتہ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ 1969ء میں آر ایس ایس نے احمدآباد میں کئی دن مسلمانوں کا قتل عام کیا، جس میں 500 کے قریب مسلمانوں کوشہید کیا گیا،70 عیسائی بھی اس میں مارے گئے اور 48000 مسلمانوں کے گھر اور املاک لوٹی گئیں۔ 1970ء بھیونڈی میں 200 مسلمانوں کوشہید اور بہت کی املاک لوٹ لی گئیں۔ 1971ء میں سقوط مشرقی پاکستان کے وقت قتل عام کیا اور لوٹ مار کی۔ 1971ء میں تلیسر میں مسلم کش فسادات کیے۔ 1979ء میں آر ایس ایس نے جمشید پور میں سیکڑوں مسلمانوں کو شہید،مسلمان تاجروں کی دکانیں لوٹ لیں۔ 1980ء میں مرادآباد میں آر ایس ایس کے غنڈوں نے 2500 مسلمانوں کوشہید اور بے شمار املاک لوٹ لیں۔ 1982ء میں آر ایس ایس نے کنیا کماری میں عیسائیوں کو بڑے

پیمانے پر قتل کیا۔ 1983ء میں آسام کے شہر نیلی میں 10 ہزار مسلمانوں کو شہید کر کے بنگلہ دیش کو تحفہ دیا گیا۔ پروین توگڑیا اور دیگر شدت پسند ہندو ان واقعات کو فخریہ انداز میں اپنی تقریروں و تحریروں میں پیش کرتے ہیں۔ 1984ء میں دوبارہ بھیونڈی میں ڈیڑھ سو مسلمانوں کو شہید کیا۔ 1984ء میں اندرا گاندھی کے قتل کے بعد آر ایس ایس نے کئی صوبوں میں 17 ہزار کے قریب سکھوں کو قتل کیا اور ٹکڑے کر کے ان کی لاشیں نکاسی میں بہائی گئیں کہ نالیاں بند ہوگئیں۔ 1985ء میں گجرات میں 200 سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ 1987ء میں ہاشم پورہ اور بابری مسجد کا زبردستی تالہ توڑا اور مسلمانوں کے احتجاج کرنے پر 100 سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ 1989ء میں آر ایس ایس نے سلمان رشدی کی کتاب کیخلاف مظاہرہ کرنے والے مسلمانوں کو جگہ جگہ شہید کیا۔ 1989ء مراد آباد میں آر ایس ایس نے 1000 سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا، 50 ہزار مسلمانوں نے ہجرت کی، سیکڑوں مسلم خواتین کی عزتیں لوٹیں گئیں، ان کی جائیدادوں پر آر ایس ایس نے قبضہ کر لیا یا کوڑیوں کے بھاؤ خریدیں۔ 6 دسمبر 1992ء کو بابری مسجد کو شہید کیا اور احتجاج کرنے پر ہزار سے زائد مسلمانوں کو پورے ہندوستان میں شہید کیا۔ 1993ء میں آر ایس ایس نے صرف ممبئی میں 1500 مسلمانوں کو شہید کیا۔ 2002ء میں گجرات میں نریندر مودی نے اپنی نگرانی میں 2500 مسلمانوں کو شہید کروایا، ہزار سے زائد مسلمانوں کو زندہ جلایا گیا، املاک کو لوٹا اور جلایا گیا۔ سیکڑوں مسلم خواتین کی عزتیں پامال کی گئیں، مساجد، مدارس اور خانقاہوں کو شہید کیا۔ 2007ء میں مالیگاؤں، 2008ء میں اعظم گڑھ، 2013ء میں مظفر نگر، 2020ء میں دہلی اور 2021ء میں تری پورہ میں مسلمانوں کا اجتماعی قتل عام کیا گیا، چھوٹے چھوٹے واقعات تو مختلف بہانے بنا کر آئے روز ہو رہے ہیں۔ 1947ء میں جموں میں RSS کے کیمپوں میں انسانیت کو شرمانے والی کرتوتوں کی کئی کہانیاں اور RSS کی مسلمانوں اور اقلیتوں

کیخلاف ریشہ دوانیوں کی لمبی داستان ہے۔ پورے ہندوستان میں RSS کے 80 لاکھ سے زائد عسکری تربیت یافتہ کارکنان ہیں، جبکہ مہابھارت کی علمبرداروں کی اصلیت دیکھیں کہ آزادی کی لڑائی میں ان کا کیا کردار تھا۔ صفر اور بس صفر، فتنہ وفساد میں اب سب سے آگے ہیں۔ انسان دوست حکومتوں، انسانی حقوق کے عالمی اداروں، مسلم ممالک خود ہندوستان کے اندر انصاف پسند لوگوں کو آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ ان کا راستہ روکنا چاہیے۔ ان پر پابندی لگانی چاہیے۔ اپنے ممالک میں انھیں ہندتوا کا ایجنڈا بڑھانے سے فوری روکنا چاہیے۔ وگرنہ یہ دنیا کے امن کو بھسم کرسکتی ہیں۔ زمین کو فسادات سے بھر سکتی ہیں اور اس کا امن تباہ کرسکتی ہیں۔ متنازعہ قوانین کی آڑ میں ہندتوا کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں پر مشتمل آبادیوں کو ختم کیا جاتا ہے۔ صدیوں پرانی عبادت گاہوں، مساجد کو شہید کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ہر روز کسی نا کسی بہانہ سے اقلیتوں کو، مسلمانوں کو مارا جاتا ہے۔ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ ان کے خطرناک عزائم کے بارے، ان کی خفیہ میٹنگوں، ان کے دفاتر سے پکڑے گئے سامان، لٹریچر اور ان پر تحقیقات کرنے والے آفیسروں کی رپورٹوں سے واضح پتا چل جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑی یہ عسکری جماعت کس طرح اپنے ایجنڈے کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔ ہر روز ہندوستان میں کوئی نہ کوئی انسان ان کی درندگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ انسانیت شکنی امریکہ، یورپ، خلیجی ممالک اور دوسرے بڑے بڑے نام نہاد عالمی اداروں کو شاید وقتی فائدے کے لیے نظر نہیں آرہی یا وہ جان بوجھ کر نظر انداز کررہے ہیں جو جانوروں کے حقوق کی آواز تو اٹھاتے ہیں مگر ہندوستان میں انسانیت پر مظالم کو نظر انداز کرجاتے ہیں اپنے معمولی مفاد کے لیے۔ جو کل خود ان کے ممالک میں ان کو پریشان کرے گی، کیونکہ ہندتوا کے علمبردار اپنے علاوہ ہر کسی کو ناپاک اور اپنی سرزمین کے علاوہ ہر سرزمین کو پلید سمجھتے ہیں۔ گویا یہ سب اس ہندتوا کے اس عفریت کو

پھلنے پھولنے کا موقع دے رہے ہیں۔ انسان دوست اداروں،میڈیا،امریکہ اور یورپی یونین وغیرہ کیوں اس عفریت کونظرانداز کررہے ہیں، جو اپنے علاوہ کسی کو پاک نہیں سمجھتے اور اس قدر تفریق کا شکار ہیں، جبکہ اسلام تو وسعتوں والا دین، دین فطرت، انسان دوست دین ہے، کیونکہ یہ انسانیت کا دین ہے۔آر ایس ایس کا خمیر ہی مسلم مخالفت پر اٹھا ہے، اس لیے ان کے مسلمانوں کے بارے میں نرم بیان،مسلم ناموں سے شاخیں قائم کرنا، مساجد ومدارس کے چکر لگانا سوائے سازش اوراپنے مفاد کے کچھ نہیں۔آر ایس ایس کی ذہنیت اس کے لیڈروں کے قول وفعل سے اور نریندر مودی کی حکومت اپنے سابقہ لیڈروں کے خاکوں میں رنگ بھر کے ان کے ادھورے مشن پورے کرکے ایک پرچارک کےطور پر ان کی اور اپنی اصلیت واضح کررہی ہے۔

اس کے لیڈر مسلمانوں اور اقلیتوں کو اندلس (سپین) جرمنی اور اٹلی کے قتل عام اور انسانیت شکنی کی مثال دے کر ڈراتے ہیں اور وہی بھیانک تاریخ دہرانے کی آئے دن کوشش کرتے ہیں۔حالانکہ اس بربریت اور درندگی کو کوئی انسان دوست اچھا نہیں کہہ سکتا۔اہل یورپ،امریکہ وغیرہ جس چیز کے اپنے ممالک میں خلاف ہیں، اسی بربریت اور آر ایس ایس کی سوچ وعمل کے خلاف ایکشن نہ لے کر خود اپنے اوپر ہی سوالیہ نشان لگا رہے ہیں۔

ہندو رہنماؤں کے بیان تو بہت ہیں مگر یہاں ہندو ذہنیت کو سمجھنے کے لیے چند نقل کیے جاتے ہیں:

1- RSS کے سابق سربراہ راجو بھیا نے کچھ سال پہلے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا: جب مسلمانوں کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ مکہ مدینہ کو غیرمسلمانوں کی تحویل میں دیں، ہمارے لیے یہ کیسے ممکن ہے امرناتھ تیرتھ(یعنی مقبوضہ کشمیر) کو مسلمانوں کی تحویل میں دیں۔

2- مسلمانوں اور عیسائیوں کو دوبارہ ہندو مذہب اختیار کرنے کے لیے تمام سہولیات دی جا سکیں گی ۔ یہ ملک ہندوؤں کا ہے اور برطانوی پارلیمنٹ میں بھی اسے منظور کیا گیا۔ اگر مسلمان اور عیسائی ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو انھیں ہندو بننا پڑے گا۔ [راجیشور سربراہ دھرم جاگرن سمیٹی کشمیر عظمیٰ، 19 دسمبر 2014ء]

3- 1989ء سے پہلے کشمیر میں امرناتھ یاترا کی زیارت کے لیے بہت کم لوگ آتے تھے، اس کے بعد منظم سہولیات اور طریقے سے اس کو عسکری مفادات کے لیے بڑھایا گیا تھا۔

4- یہ نہیں ہوسکتا کہ امرناتھ تو ہمارے پاس ہو اور شاردا پیٹھ پاکستان کے پاس ہو۔ (راجناتھ سنگھ۔ امت شا)

5-RSS کے قومی ایگزیکٹو ممبر اور اورسیز کے لیڈر اندریش کمار نے کہا: کھوئے ہوئے کشمیر اور کشمیریت کو ہندوستانی مین سٹریم میں دوبارہ حاصل کرنے کا موقع میسر ہے اور کہا کہ دہشت گردی، استحصال پسندی اور علیحدگی پسندی کا سامنا کرنے والے جموں و کشمیر کے عوام کے لیے ہندوستان کے رنگ میں رنگنے کا وقت آ گیا ہے [کشمیر عظمیٰ، 18 نومبر 2014ء]۔

6-2021ء میں سلی ایپ پر مسلم خواتین کی فروخت کے لیے ہندوؤں نے ان کی تصاویر لگا کر قیمت لگائی۔ ان مسلم خواتین کو اس کا علم یہ ظلم ہونے کے بعد ہوا کہ اس طرح ہماری مرضی کے بغیر ہماری تصاویر لگا کر قیمت لگائی جا رہی ہے۔

7- مسلمانوں کی صفائی کی جائے۔ پربھوانند گری، سادھوی انو یورنا نے گڑگاؤں میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ [دی اکانومسٹ]

8- ہندو جاگرن منچ کے لیڈر مسلمانوں کے خلاف آئے دن کارروائیاں کرتے اور بیانات دیتے ہیں۔

9- آزاد کشمیر اور اقصائے چین جلد ہمارے ہوں گے۔[یونین منسٹر گری راج سنگھ، انڈیا ٹوڈے]

10- آر ایس ایس کے سابق لیڈر وصل بلوئر یشونت شندے نے بھارتی جنتا پارٹی کی طرف سے اپنی اتحادی پارٹیوں سے مل کر ہندوستان میں بم دھماکے اور دنگے فساد کروا کر بی جے پی کی طرف سے انتخابات میں فائدے اٹھانے کی کئی وارداتوں کا پورے ہندوستان میں انکشاف کیا ہے۔

11- گھر واپسی پروگرام کے تحت با قاعدہ مسلمان لڑکیوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

8 لاکھ مسلمان لڑکیاں مرتد ہو کر ہندوؤں سے نکاح کر چکی ہیں، یہ تعداد میرج رجسٹرار آفس سے ملی ہے، اس کے علاوہ مندروں میں چوری چھپے نکاح جو کیے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔[مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی۔ جامع مسجد خطبہ جمعہ 31-12-2021]

12- آر ایس ایس کے پہلے سرسنگھ چالک کیشو بلی رام ہیڈ گیوار کہتے ہیں کہ تمام ہندوستانی بلا لحاظ مذہب ہندو ہی ہیں۔ اس لیے باقی مذاہب کی گھر واپسی ہونی چاہیے۔ (یعنی ہندو بنایا جانا چاہیے، مسلمانوں، عیسائیوں اور سکھوں وغیرہ کو)

13- ساورکر کا عقیدہ ہے: نظریاتی طور پر قومیت اور شہریت کو صرف شہری ہونے کی نہیں بلکہ اس کی مذہبی شناخت کی بنیاد پر طے کیا جا سکتا ہے۔

14- آر ایس ایس کے دوسرے سرسنگھ چالک مادھو سدا شیو گولوالکر تقسیم ہند کے بعد جو مسلمان بھارت میں رہ گئے تھے گولوالکر انھیں بچے کھچے کہتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ ہندو پاک کے درمیان ہندوؤں اور مسلمانوں کے تبادلے کا منصوبہ بنایا جائے، تا کہ جو بچے کھچے مسلمان ہیں انھیں بھارت سے نکالا جا سکے۔

15- سنگھی نظریہ ساز شیاما پرشاد مکھر جی نے جن سنگھ کے جنرل سیکرٹری آشوتوش لہری کو ہدایت دی کہ مسلمان جو ہندواستھان (ہندوستان) میں رہتے ہیں، ہم انھیں یہاں

سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ اگر وہ رہے تو غداری، تخریب کاری اور وطن دشمنی کریں گے۔

16- آر ایس ایس کے تیسرے سرسنگھ چالک بالا صاحب دیورس کہتے ہیں کہ مہاجر اور گھس بیٹھیے برابر نہیں ہوسکتے۔ ہندو جو بنگلہ دیش سے آتے ہیں وہ الگ ہیں کیونکہ وہ مہاجر ہیں۔ جو اپنے گھر سے اسلامی حکومت کے ہاتھوں ستائے جانے کی وجہ سے بھاگے۔ اس لیے آسام کے ہندوؤں کو چاہیے کہ ان کا خیر مقدم کریں، لیکن بنگلہ دیشی مسلمانوں کا بالکل نہیں، کیونکہ ان کی آمد سے آبادی کا توازن بگڑ جائے گا۔

17- چوٹی کے سنگھی قائد دین دیال اپادھیائے کہتے ہیں: بلاتفریقِ مذہب سب ہندو ہیں پر زور دے کر ان پر جو خود کو ہندو نہیں کہتے ہندوستان کے دروازے بند کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ [سینئر صحافی نیلانجن مکھو بادھیائے کی کتاب، آر ایس ایس، آئیکونز آف دی انڈین رائٹ، صفحہ: 499]

نریندر مودی، امت شاہ، راجناتھ سنگھ اور دیگر انتہا پسند ہندو جنھیں گرو گوالکر کہتے ہیں اور ان کے نظریات پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔

18- گوالکر 33 سال 1940ء تا 1973ء آر ایس ایس کے سربراہ رہے، اپنی کتاب بنچ آف تھاٹس جو 1966ء میں شائع ہوئی اس میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں تمام اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کو مقامی رسم ورواج اور طور طریقے اختیار کرنا ہوں گے۔ وہ یہاں رہتے ہوئے کھلم کھلا اپنے مذہبی عقائد کی اشاعت نہیں کرسکتے۔ اگر انھوں نے اپنے ڈھنگ تبدیل نہ کیے تو ہندوستان میں بھی اندلس کی تاریخ دہرائی جاسکتی ہے۔

19- ناگ پور میں گوالکر نے کہا کہ اگر (مسلمانوں) نے ہندوستان میں اپنے علیحدہ مذہبی، معاشرتی اور معاشی تشخص برقرار رکھا تو جس طرح ہٹلر نے جرمنی میں یہودیوں کا صفایا کیا ہم بھی یہاں سے مسلمانوں کا صفایا کردیں گے۔

20-سنگھ کے بانی ہیڈگیوار کے قریبی دوست و ساتھی اور مشہور ہندو وادی بی ایس منجے ہندوستان کے اولین لیڈر ہیں، جن کا اٹلی، جرمنی کے فاشسٹ حکمرانوں سے رابطہ ہوا۔اٹلی کا سفر کرکے مسولینی سے ملاقات کی۔وہاں سے تربیت لی اور آ کر آر ایس ایس کی تربیت کو مزید زہریلا کیا۔منجے اپنی ڈائری میں بہت کچھ لکھتے ہیں جو جرمنی، اٹلی اور مسولینی سے ملاقات کے بعد وہاں سے جو کچھ سیکھا اس کو ہندوستان میں بھی کرنا چاہتے ہیں۔

منجے اپنے ایک خط میں جو نہرو میموریل میں محفوظ ہے، لکھتے ہیں: مسلمان شرارت پسند ہو گئے ہیں، کانگریس ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان کے آگے سرتسلیم خم کیے ہوئے ہے۔اس لیے ہمیں گاندھی اور مسلمان دونوں سے لڑنا ہوگا۔اس کے لیے آر ایس ایس کا استعمال آسان اور مفید ہوسکتا ہے۔چرخے کا مقابلہ آخر کار رائفل سے کرنا ہوگا۔

21- دہلی میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے رکن پارلیمان پرویش سنگھ ورمانے ایک جلسہ میں ہندوؤں سے حلف لیا کہ مسلمانوں کا مکمل سماجی و اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔انھوں نے وی ایچ پی کے لیڈروں اور پولیس کی موجودگی میں حلف لیا کہ اگر انھیں (مسلمانوں) کو سبق سکھانا ہے اور ایک بار میں مسئلہ حل کرنا ہے تو ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

22- ریاست تلنگانہ سے ممبر اسمبلی ٹی راجا سنگھ کہتے ہیں کہ انسانی جان کی قیمت گائے سے زیادہ نہیں ہے۔

23- آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت نے نومبر 2022ء کو جبل پور میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وزیراعظم ہند نریندر مودی ایک سیویم سیوک اور پرچارک ہیں اور آج بھی وہ ایک پرچارک کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

24- آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت نے 12 دسمبر کو گوہاٹی میں آسام یونٹ

کے ورکرز کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے ہر گاؤں میں آر ایس ایس کی شاخ ہوگی ۔ بھاگوت نے کہا: کیونکہ ایک کمزور معاشرہ سیاسی آزادی کے ثمرات سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔اس پروگرام میں آر ایس ایس کے کارکنوں کے علاوہ کسی اور کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔موہن بھاگوت نے حالیہ بیان میں کہا کہ ہمیں اندرونی دشمنوں سے لڑنے کی بات کہہ کر دراصل گروگوالکر کرکے الفاظ دہرائے ہیں کہ مسلمان عیسائی اور کمیونسٹ ملک دشمن ہیں۔

25- 15فروری 2022 کو کرناٹک بی جے پی کے سربراہ نلین کمار کٹیل نے ایک جلسہ میں کہا کہ اٹھارویں صدی کے حکمران ٹیپو سلطان کے تمام پیروکاروں (حامیوں) کو قتل کردیں گےاور ٹیپو سلطان کی اولاد کو گھر بھیجیں،ان کو بھگا کر جنگلوں میں بھیج دیا جائے۔انھیں اس سرزمین پر زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔کیونکہ ہم بھگوان رام،بھگوان ہنومان کے بھگت ہیں اور بھگوان ہنومان کی عبادت کرتے ہیں۔

26- یکم فروری 2023 کو مغربی بنگال میں بی جے پی کے رہنما سویندو ادھیکاری نے کہا کہ اگر مغربی بنگال میں بی جے پی اقتدار میں آ گئی تو ہم ایک ہفتے کے اندراندر تمام برطانوی اور مغل ناموں کو تبدیل کردیں گے۔

یہ چند بیانات ہندو ذہنیت کو سمجھنے کے لیے جمع کیے ہیں ورگرنہ ایسے بیانات اور ان پر عمل تو آئے دن ہندوستان میں انسانیت کے خلاف دیکھنے ،سننے اور پڑھنے کے لیے ملتے ہیں۔وہ بھی آج جدید میڈیا اور سوشل میڈیا کے دور میں۔

❀❀❀

آر ایس ایس کی ہدایات

درج ذیل ہدایات مقامی نیتاؤں کے ذریعہ آر ایس ایس کے ممبروں کے لیے جاری کی گئی ہیں:

① صبح وشام مندروں میں جاؤ۔

② جب ضرورت پڑے اس وقت کے لیے پورے تیار ہو جاؤ۔

③ کسی مشن پر جانا ہو تو راستہ میں پٹاخے پھوڑتے جاؤ۔

④ تمھاری وردی خاکی پینٹ قمیض اور خاکی ٹوپی ہونی چاہیے، جن سے تمھاری پہچان الگ ہو جائے۔

⑤ میٹنگ میں سیدھی لائن میں بیٹھو۔

⑥ جوش و مضبوطی کے ساتھ نعرے بلند کرو۔

⑦ ہفتہ میں کم از کم ایک بار میٹنگ کرو۔

⑧ جب مسلمانوں کے خلاف دنگا بھڑک اٹھے تو اس جگہ کو چھوڑ کر دوسرے علاقے میں جا کر کاٹ مار کا کام شروع کردو اور اس طرح ہندو بھائیوں میں اپنا کام کرنا ہے اور مسلمانوں پر قابو پانا ہے اور ان کا ہندوستان میں کیا ہے بس ہندوؤں کا ہے، خود کو ہر طرح سے ہوشیار رکھنے کی ضرورت ہے، کسی بھی قیمت پر پولیس کے ہاتھ مت آؤ اور ہتھیار بھی مت دو۔

⑨ کبھی بھی آمنے سامنے لڑائی مت لڑو، ہمیشہ پیچھے سے وار کرو، حملہ رات میں کرو،

مسلمانوں کے قریب ہونے کی کوشش کرو اور انھیں دوست بنا کر دھوکا دینے کی کوشش کرو۔آر ایس ایس کے ایک ایک ممبر میں دس دس مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی ہمت ہونی چاہیے۔

⑩ جب مسلمانوں کے گھروں میں جاؤ تو ان کی عورتوں کو اپنے لنگ (اعضائے تناسل) دکھاؤ، جیسے ہی وہ تمھاری طرف مائل ہوں تو ان سے زنا کرنے کی کوشش کرو اور مسلمان عورتوں کو حاملہ کرو، انھیں ہندو بناؤ، ہندو کرنے اور تمھیں ان کا مزہ لینے کا اور ان کو ستانے کا سب سے اچھا موقع ہے، جب مسلمانوں کے گھروں میں جاؤ تو پہچان والے نہیں ہونا چاہیے (تم پہچانے نہ جاؤ)۔

⑪ اگر کسی بھائی کا بلہ (ہتھیار) کھوجائے تو اسے اپنے ساتھیوں کی مدد سے تلاش کرو۔

⑫ اگر مسلمانوں کی دکانوں میں تم کام کرتے ہو تو انھیں صرف ان کے سامان کی قیمت ادا کرو اور فائدہ کی رقم خود رکھو۔

⑬ جو مسلمانوں کے گھروں میں نوکری کرتے ہیں وہ ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اپنی بے جا حرکتوں سے خوش کریں۔

⑭ جب پولیس سے بات کرنی ہو تو پولیس سے الٹے سیدھے جواب مت بیان کرو، یعنی ایسا بیان کرو جس سے تم پکڑے نہ جاؤ۔

⑮ دنگا وفساد کے دنوں میں مندروں کی حفاظت کرو۔

⑯ جب تمھیں کوئی خبر ملے تو اسے اپنے نیتاؤں تک پہنچاؤ اور اطلاع تحریری شکل میں کالے نشان کے ساتھ ہونی چاہیے۔

⑰ تمھارے پاس جو بھی ہتھیار ہو اسی سے لڑو۔

⑱ پکڑی گئی بالغ مسلم لڑکیوں کو حاملہ کرنے کی کوشش کرو۔

⑲ جب وہ ہسپتال میں بچہ پیدا کرنے جائیں تو ان کے بچوں کے کانوں میں آہستہ ''اوم'' کا لفظ کہو۔

⑳ مسلمانوں کی کمائی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

یہ آر ایس ایس کے اس انگریزی پرچہ کا اردو ترجمہ ہے جو شہر مراد آباد کے آر ایس ایس کے دفتر سے خفیہ طریقہ سے ہندوؤں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔

اسی طرح کے بلکہ اس سے بھی گھٹیا سوچ کی عکاسی کرنے والے بیانات اور پرچے مہابھارت کے معماروں میں بانٹے جاتے ہیں ۔ان کی غلیظ ترین تربیت کی جاتی ہے۔ میڈیا اور سوشل میڈیا پر ہندتوا کے گانے بنا کر، انتہائی زہریلی اور غلیظ زبان مسلمان کے خلاف سرکاری سرپرستی میں استعمال کرتے ہیں، یہ سب اس لیے کہ دنیا میں ایک ہندو ریاست کا قیام جلد ہو، مہابھارت کی تکمیل جلد ہو، ہندتوا کے عالمی ایجنڈے کو دنیا میں نافذ کیا جائے۔

❀❀❀

بندے ماترم

قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ کے بقول: یہ گیت شرکیہ اور مسلم مخالف ہے۔ بنکم چندر چٹر جی نے بنگالی زبان میں 1882ء میں ایک ناول ''آنند مٹھ'' لکھا۔ تقریباً ہر ہندو جس نے برصغیر میں سیاسی شعور کی بیداری کا ذکر کیا ہے اس نے بنکم چندر چٹر جی کے ناول ''آنند مٹھ'' کو اس راہ کا ایک نمایاں سنگ میل قرار دیا۔ اس ناول میں ایک گیت ''بندے ماترم'' تھا۔ جو ہندوؤں میں بڑا مقبول ہوا۔ بندے ماترم کا لفظی معنی ہے لبیک یا امی، اے میری ماں میں حاضر ہوں۔ ہندو اپنے سیاسی اور سماجی اجتماعوں میں اس گیت کو بڑے جذبے اور جوش سے گاتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ گیت سخت ناگوار تھا، وہ اسے سن کر چڑتے تھے۔ لارڈ کرزن کی وائسرائی کے دور میں تقسیم بنگال کے وقت ہندوؤں میں اس گیت نے بہت شہرت حاصل کی۔ کیونکہ اب یہ سیاسی جلسوں میں بھی ہندو گاتے تھے۔ مسلمانوں نے احتجاج کیا کہ اس گیت سے اور اس نعرے سے ان کے دینی اور قومی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ برطانوی حکومت نے اس پر مکمل پابندی تو نہ لگائی البتہ سرکاری و بلدیاتی اور تعلیمی اداروں میں اس کا بطور دعا (Prayer) گایا جانا ممنوع قرار دے دیا۔ ہندوؤں نے اپنے پرائیویٹ اداروں میں اسے بطور دعا جاری رکھا۔ جب کانگریس نے 1937ء میں چھ صوبوں میں اپنی وزارتیں بنالیں تو ہندو اکثریت والے چھ صوبوں میں (ساتویں صوبہ سرحد میں جہاں کانگریس نے کولیشن وزارت بنائی تھی) بندے ماترم سے پابندی ہٹا کر پالیسی کے طور پر سرکاری وبلدیاتی تعلیمی اداروں، بلکہ صوبائی اسمبلیوں میں بھی اسے بطور دعا لاگو کر دیا۔ اس پر اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں نے

بہت شور مچایا۔ پٹنہ کے طلبہ نے سکولوں کا بائیکاٹ کر دیا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 1937 لکھنؤ میں، اپریل 1938ء کولکتہ میں، دسمبر 1938ء بمقام پٹنہ اور 1941ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجتماع میں بندے ماترم کو قومی گیت بنانے پر سخت احتجاج کیا۔ کانگریس ہائی کمانڈ سے بھی شدید الفاظ میں احتجاج کیا اور کہا کہ ہندو کانگریس نے بے صبری کے باعث قبل از وقت ہم پر یہ ظاہر کر دیا کہ ہندوستان فقط ہندوؤں کا ہے اور سوراج سے مراد ہندو راج ہے۔ کانگریس کے رویے سے متحدہ قومیت کے ہوائی نعروں کا غبارہ جلدی پھٹ گیا ہے۔ ہندو مہا سبھا اور کانگریس کی منزل ایک ہی ہے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے۔ مسلمانوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ آزادی کا مطلب ہندو راج ہے اور اگر مسلمانوں نے ہند میں رہنا ہے تو انھیں ہندو کہلانا اور ہندو معاشرے میں مدغم ہو کر اور خود کو ہندو معاشرے کے رنگ میں رنگ کر رہنا ہوگا، ورنہ یہاں نہیں رہ سکتے۔ ہندو لیڈر اسے قومی گیت قرار دیتے تھے۔ مہاتما گاندھی کو بھی اس میں کوئی برائی نہ نظر آئی، جو علانیہ مسلم دشمنی پر ابھارتا تھا۔ سردار درلاب سنگھ اپنی کتاب "Unity Talks" کے صفحہ چالیس پر لکھتے ہیں: بندے ماترم پر قائداعظم محمد علی جناح کے اعتراض کے جواب میں پنڈت نہرو کہتے ہیں کہ قومی ترانے عوام کے جذبات سے پھوٹتے ہیں، وہ فرمائش پر تیار نہیں کیے جاتے اور جذبات یہ تھے کہ ماردو ماردو مسلمانوں کو ماردو۔ یہ مسلمان دشمن قومی ترانہ آج بھی بھارت ماتا کا ہر دلعزیز ہے۔ یہ ترانہ سراسر مسلم دشمنی کی تلقین کرتا ہے اور مسلمانوں کو یکسر نابود کر دینے پر ہندوؤں کو ابھارتا ہے کہ اے بھائیو! وہ دن آنے والا ہے جب ہم مسلموں کو بھسم کر دیں گے۔ ان کے ٹھکانوں کی جگہ مادھو مندر کھڑے کریں گے۔ یہ ناول 1714ء کے سیاسی احوال کے پس منظر کو بیان کرتا ہے، جب مسلمانوں کی ہند میں حکومت تھی۔

نادر شاہ کے حملے سے 25 سال پہلے ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف مسلح بغاوت کے لیے تیار کیا جا رہا تھا، ہفت روزہ عالمی سہارا نئی دہلی 9 ستمبر 2006ء کے مطابق ہندو انتہا

پسندوں نے اعلان کیا کہ جو لوگ ''بندے ماترم'' کو قومی ترانہ تسلیم نہیں کرتے وہ ملک چھوڑ دیں، وشوا ہندو پریشد کے صدر اشوک سنگھل نے صاف لفظوں میں کہا کہ بندے ماترم کی مخالفت ملک کے ساتھ غداری ہے اور حکومت کو چاہیے کہ اس گیت کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کرے، بھارتی جنتا پارٹی کی حکومت نے بندے ماترم گیت کا صد سالہ جشن منایا تھا۔ 1906ء میں رابندر ناتھ ٹیگور نے اس مسلمان دشمن ترانے بندے ماترم کی دھن بنا کر اسے ہندوؤں میں مقبول عام کیا بلکہ جلوسوں کی قیادت کرتے ہوئے اسے گایا اور دوسروں کو بھی گانے کی ترغیب دی، شری اروبندو گھوش نے 1906ء ہی میں بندے ماترم کے نام سے اپنا انتہا پسند ہفتہ وار اخبار شائع کرنا شروع کیا، اس ہفت روزہ نے سوامی ویویکانند اور بنکم چندر چیٹر جی کے احیائی تصورات کو ہندو قوم پرستی کی انتہا پسند تحریک کی فکری اساس بنایا تو جارحانہ ہندو احیائیت کا رخ مسلمانوں کی طرف پھرنے لگا۔

ناول انند مٹھ میں سنیاسیوں کی اس تحریک کے احوال و مقامات بیان کیے گئے ہیں جس میں اس انقلابی تحریک کے پیروکار مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھاتے ہیں اور ایک منظم انداز میں مسلمانوں کی بیخ کنی کی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں ان کے نزدیک مسلمان غیرملکی ملیچھ (ناپاک) ہیں، چنانچہ بھارت ماتا کو ان ناپاک قدموں سے نجات دلانا ضروری ہے، انند مٹھ میں مسلمان دشمن جذبات سے سرشار انقلابی ہندو گیت کو گاتے ہیں، گیت کے گانے سے انھیں وہ طاقت (شکتی) ملتی ہے کہ اس گیت کے ختم ہوتے ہوتے وہ اپنے مبینہ دشمن مسلمانوں کو کچل دیتے ہیں، بے بس مسلمانوں کو گھیر کر ان سے ہرہر مہادیو کے نعرے لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور نہ ماننے پر انھیں تہ تیغ کر دیتے ہیں، ان کی اکثریت کو ہلاک کر دیتے ہیں، ان کی عورتوں کو بے عزت کرتے ہیں اور ان کے گھروں کو جلا کر خاکستر کر دیتے ہیں، پھر وہ جشن مناتے ہیں کہ انھوں نے سارے (ملیچھوں) پالیدوں کا خاتمہ کر دیا اور ملک آزاد ہو گیا۔ واضح رہے اس ناول کا ہیرو انند

جب مسلمانوں پر غلبہ پا کر اپنے گرو کے پاس انگریز سے ملک آزاد کروانے کی اجازت مانگتا ہے تو اس کی اجازت نہیں ملتی بلکہ کہا جاتا ہے انگریز ہمارے دوست ہیں وہ ناقابل شکست ہیں انھیں کوئی شکست نہیں دے سکتا یعنی مسلمان ناپاک اور انگریز دوست اس سے اس وقت کے ہندوؤں کی ذہنیت سمجھ آتی ہے۔

انندمٹھ بندے ماترم کے لکھاری بنکم چندر چیٹر جی کی بنگال کے مسلمانوں نے زمانہ طالب علمی میں سرپرستی کی تھی اگر بنگال کا مسلم اوقاف تسلسل کے ساتھ ان کی مالی امداد نہ کرتا تو وہ بی اے تک اپنی تعلیم مکمل نہ کر سکتے، مسلمانوں کے اس حسن سلوک کا چیٹر جی پر الٹا اثر ہوا، انھوں نے مسلمانوں کو غیر ملکی سمجھتے ہوئے ان کے خلاف نفرت پھیلانا شروع کر دی، ان کے نزدیک ہندو اور ہندوستانی ہم معنی لفظ تھے، مزید دیکھیں، ہندو کیا ہے، پرویز صاحب کی تحریر اور ایف کے درانی کی کتاب "The Meanings of Pakistan" سے بھی اس سلسلے میں رہنمائی لی جا سکتی ہے۔

❀❀❀

ہندوستان دنیا کے امن کے لیے خطرناک

ہندتوا کے علمبردار ہندوستان میں ہندوستانی حکومت کی طرف سے ایٹمی سائنس دانوں کی پراسرار گمشدگیوں، اموات اور یورینیم کی فروخت کی خبریں دبانے اور رکوانے کے باوجود جو خبریں بین الاقوامی میڈیا میں آئیں ان کے مطابق 2004ء تک یورینیم کی گمشدگی کے 25 واقعات ہوئے۔ 12 میں ریکوری ہوئی اور 13 میں ریکوری نہیں ہوئی۔ اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ پچھلے بیس سالوں میں تقریباً 200 کلو یورینیم اور جوہری مواد ہندوستانی جوہری اداروں سے چوری ہوا ہے۔ ہندوستان کے ایٹمی اور ہائیڈروجن پروگرام کی لیکیج کی بھی بار بار خبریں نکلتی ہیں۔ یو این او کی قرارداد 1540 کی کھلی خلاف ورزی ہندوستان میں ہورہی ہے:

① 2006ء میں 225 گرام چوری ہوئی۔

② 2008ء میں بھی چوری ہوئی۔

③ 2009ء میں تین افراد کے پاس سے پانچ کلو یورینیم برآمد ہوئی۔

④ 2013ء ہندوستانی دہشت گرد گروپ نے بم بنانے کے لیے یورینیم چوری کی۔

⑤ 2016ء مئی میں مہاراشٹر سے 9 کلو یورینیم پکڑی گئی۔

⑥ 2016ء میں مشرقی ہندوستان کی ریسرچ فیکلٹی سے 9 کلو ریڈیو مواد چوری ہوا۔

⑦ 2018ء میں کولکتہ سے ایک کلو یورینیم پکڑی گئی۔

⑧ 2021ء مہاراشٹر سے دو بندے گرفتار کیے جن کے قبضے سے 7.1 کلو یورینیم برآمد

ہوئی، جس کی مالیت 2.9 ملین تھی۔ یہ یورینیم 90 فیصد سے زیادہ خالص تھی۔

⑨ 2021ء اکتوبر میں جھارکھنڈ کے قلعہ سے سات افراد گرفتار کیے گئے، ان سے 6 کلو یورینیم برآمد ہوئی۔

⑩ فروری 2022ء کو نیپال پولیس نے 2 کلو آٹھ سو گرام یورینیم اپنے قبضہ میں لی، جو ایک ہندوستانی شہری سمگل کر کے نیپال لایا تھا۔اس کو 35 کروڑ روپے فی کلو فروخت کرنا چاہتا تھا۔

جن ریاستوں میں یورینیم کے ذخائر موجود ہیں ان میں جھارکھنڈ، راجستھان، چھتیس گڑھ، تلنگانہ، آندرا پردیش، کرناٹک اور میگالیاوغیرہ تقریباً ان سب جگہوں پر ہندوستان سے علیحدگی کی تحریکیں کسی نہ کسی شکل میں چل رہی ہیں۔

ہندوستان میں اس وقت معلوم 23 ایٹمی ریکٹر کام کر رہے ہیں۔جن میں سے آٹھ لیکیج کی وجہ سے بند بھی کیے تھے، جو میڈیا میں آسکے۔

کالا پاکم میں ایٹمی ریکٹر کے کور میں فنی خرابی کے باعث اس کو دوسال کے لیے بند کر دیا گیا۔

1989ء میں تارپورا میں ایٹمی ریکٹر سے تابکاری کا اخراج ہوا اور ایک سال مرمت میں لگا۔

1992ء میں پھر تارپورا ایٹمی ریکٹر سے ریڈیشن کا اخراج ہوا۔

1993ء میں اتر پردیش میں نارنورا ایٹمی پاور اسٹیشن میں آگ لگ گئی۔

1995ء میں راجستھان میں ریڈیو ایکٹو ہیلیم کا اخراج ہوا۔

2002ء میں 100 کلوگرام ریڈیو ایکٹو سوڈیم پیورفیکشن کیبن میں چلی گئی۔

2016ء گجرات میں نیوکلیئر ریکٹر میں ہیوی واٹر لیک ہوا جس کی وجہ سے ایمرجنسی نافذ کرنا پڑی۔

1965ء میں امریکہ نے ہندوستان کے علاقے اتراکھنڈ چمولی میں موجود پہاڑی نندا دیوی پر چین کی جاسوسی کرنے کے لیے جو سینسر نصب کیا، اس سینسر کو جوہری ایندھن جو پلوٹونیم 238اور 239سے بنایا گیا اور جس کی 100سال زندگی ہے، لیکن برف کے طوفان میں گم ہوجانے پر آج تک تلاش نہیں کیا جا سکا۔

ان جوہری ایندھن والے سات عدد کیپسولوں کی تباہ کاری کی صلاحیت ہیروشیما پر گرائے گئے بم سے آدھی ہے۔

1967ء میں ایک اور جوہری سینسر اسی پہاڑی پر نصب کیا گیا، لیکن وہ بھی ایک سال بعد برف میں گم ہوگیا۔انھی گمشدہ جوہری کیپسولوں کی سالہا سال سے مسلسل گرمائش اور تابکاری کی وجہ سے فروری 2021ء میں چمولی میں تین دریاؤں دھولی گنگا، رشی گنگا اور اکلندا میں خوفناک سیلاب آیا، جس سے ہندوستان کو پاکستانی آٹھ ہزار ارب کا نقصان اٹھانا پڑا۔

مقبوضہ کشمیر بھی ایسی ہی وجوہات کی بنا پر قدرتی ماحول متاثر ہو رہاہے اور گلیشئرز پگھل رہے ہیں۔ پروفیسر شکیل رومشو کہتے ہیں کہ کشمیر اور لداخ کے علاقوں میں گلیشئرز تیزی سے پگھلی رہے ہیں۔

یہ وہ واقعات ہیں یورینیم کی چوری، جوہری سینسر کی گمشدگی اور لیکیج کی جو رپورٹ ہوئے، جو رپورٹ نہیں ہوئے وہ نجانے کتنے ہوں گے۔جو سمگلروں، علیحدگی پسندوں، جرائم پیشہ گروہوں اور دہشت گردوں کے ہاتھ چڑھے یا ان کے ذریعے بلیک مارکیٹوں میں بیچے گئے، یقیناً وہ کہیں ہولناک اعدوشمار ہوں گے۔خود ہندوستان کے فوجی آفیسران وعہدے داران ایسے دھندوں میں ملوث پائے جاتے ہیں، یوں ہندوستان کی وجہ سے دنیا کتنے سنگین خطرے میں ہے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

❁❁❁

قیام پاکستان کے وقت سے ہی انگریز کی حمایت سے ہندو لیڈروں کی شیطانی سوچ

1- پنڈت جواہر لعل نہرو ایک طرف تقسیم برصغیر کی قرارداد پر دستخط کر رہے تھے اور دوسری طرف اپنی قوم سے کہہ رہے تھے کہ ہماری سکیم یہ ہے کہ ہم اس وقت جناح کو پاکستان بنا لینے دیں اور اس کے بعد معاشی طور پر یا دیگر انداز سے ایسے حالات پیدا کرتے جائیں گے جن سے مجبور ہو کر مسلمان گھٹنوں کے بل جھک کر ہم سے درخواست کریں گے کہ ہمیں پھر ہندوستان میں مدغم کر لیجیے۔ [پاکستان فیسز انڈیا]

2- جسٹس مہر چند مہاجن کہتے ہیں کہ ہندوستان نے دسمبر 1947ء میں فیصلہ کر لیا تھا کہ پاکستان پر حملہ کر دیا جائے، لیکن بعض داخلی مصالح کے پیش نظر اس فیصلے پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

3- دیون چمن لال کہتے ہیں کہ میں ناامید ہونے والوں میں سے نہیں ہوں، اس لیے مجھے یقین ہے کہ تقسیم ہند ایک عارضی حادثہ ہے۔اس کے باوجود ہم تیس کروڑ ہندوؤں کو اس مقصد کے حصول کے لیے جان تک دے دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یہ بہت غلط ہوگا کہ ہم اپنی قوم کو امن و شانتی کی لوریاں دے کر سلائے رکھیں جس طرح ہم نے ان کو اس وقت سلائے رکھا اور جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے، ہم میں بنیادی نقص یہ ہے کہ ہم ضرورت سے زیادہ امن پسند واقع ہوئے ہیں۔

4- جنرل ونود سہگل جو کئی ممالک میں ہندوستان کے ڈیفنس اتاشی رہے، ایک این

جی او کے چیف ایگزیکٹو ہیں وہ برصغیر میں این جی اوز کے امریکن انڈین ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوشاں ہیں، ہندوستان میں ملٹری ٹریننگ کے سابق ڈائریکٹر رہے ہیں اپنی کتاب ''پاکستان کی نئی تشکیل'' میں چانکیائی ہتھکنڈوں کا سہارا لے کر کابل سے کولمبو تک کنفیڈریشن (اکھنڈ بھارت) قائم کرنے کی تدبیریں بتلاتے ہیں۔ وہ کابل سے کولمبو تک سارے کے سارے خطہ ہائے ارض کو برصغیر ہند قرار دیتے ہیں اور اس پورے برصغیر پر بھارتی تسلط کو جائز اور برحق تصور کرتے ہیں، ان کے نزدیک پاکستان کی بقا کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان بھارت کے سانچے میں ڈھل کر اپنی نئی تشکیل کا مرحلہ طے کرے، کیونکہ پاکستان ہی اس کنفیڈریشن میں رکاوٹ ہے، لہٰذا حکومت ہندوستان کو یہ کام کرنے اور کروانے چاہییں (اسی طرح کے مشورے اور کوششیں ہندوستان کے نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر اجیت دیوال اور دوسرے لیڈر بھی دے اور کر رہے ہیں)۔

① پوری دنیا کو بتلایا جائے کہ آپ کے لیے پاکستان کا آزاد و خودمختار وجود خطرہ ہے۔
② پاکستان کی ایٹمی قوت اور دینی ماحول کو عالمی معاشرے کے لیے خطرناک بنا کر پیش کیا جائے۔
③ عالم انسانیت کو درپیش ان خطرات سے نجات کے لیے وہ پاکستان سے اس کی ایٹمی قوت چھین لیں، دینی مدارس بند کر دیے جائیں، نظام تعلیم کو جدید سیکولر بنیادوں پر استوار کر دیا جائے۔
④ ہندوستان کو دنیا کی بالا دست طاقتوں سے اشتراک فکر و عمل کے ذریعے پاکستان کو کسی بھی طرح تباہ کرنا چاہیے۔
⑤ گلوبل کمیونٹی کو پاکستان کی بقا میں مضمر خطرات سے آگاہ رکھا جائے۔

⑥ پاکستان میں خانہ جنگی کا ماحول بنا کر اپنے اہداف حاصل کیے جائیں، بلوچستان و سندھ کو اندرونی شورش کے ذریعے الگ کیا جائے۔

⑦ صفحہ 125 پر لکھتے ہیں کہ ڈیورینڈ لائن کو مٹا کر افغانستان اور پاکستان کے پشتون علاقوں پر مشتمل ایک نئی ریاست کا قیام بھی ضروری ہے۔

⑧ پاکستان اور افغانستان کا موجودہ شیرازہ بکھیر کر چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر کے کابل سے کولمبو تک اکھنڈ بھارت قائم کیا جائے۔ اس مجوزہ کنفیڈریشن کے لیے پاکستان کا شیرازہ بکھیرنا ضروری ہے۔

⑨ اگر پاکستان نے پرامن اور رضاکارانہ طور پر خود کو "Dismantle" نہ کیا تو پھر بھارت گلوبل کمیونٹی کے ساتھ مل کر اسے تباہ کر دے۔

⑩ افواج پاکستان ان تمام اقدامات کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، چنانچہ افواج پاکستان کی کردار کشی کی جائے اور اسے تقسیم کیا جائے۔

اسی طرح کی اور بھی باتیں لکھی ہیں کہ کسی طرح بھی پاکستان کو ختم کیا جائے۔

5- برطانوی وزیر اعظم کلیمنٹ ایٹلی نے 10 جولائی 1947ء کو دارالعوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے مجھے پوری توقع ہے کہ یہ تقسیم باقی نہیں رہے گی اور جن نئی دو مملکتوں کو ہم اس وقت قائم کرنے کی تجویز پیش کر رہے ہیں وہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دوبارہ ایک ہو جائیں گے۔

6- لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا خیال تھا کہ اگر کسی تاخیر کے بغیر کٹے پھٹے پاکستان کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ ہندوستان کے ساتھ دوبارہ شمولیت پر مجبور ہو جائے گا۔ اب ہمارا یہ نعرہ ہونا چاہیے کہ دوبارہ اتحاد کے لیے تقسیم کر دو۔

7- سپریم کمانڈر نے برطانوی وزیر اعظم کو ستمبر 1947ء کے آخر میں پیغام بھیجا کہ

مجھے یہ کہتے ہوئے ذرا تامل نہیں کہ موجودہ بھارتی کابینہ نے سختی کے ساتھ یہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ مملکت پاکستان کو مستحکم بنیاد پر قائم ہونے سے روکنے کے لیے تمام ممکنہ قوت استعمال کرے گی۔ اس سلسلے میں مجھے اپنی اس رائے میں ان سینئر افسران اور درحقیقت تمام ذمہ دار برطانوی افسران کی متفقہ تائید حاصل ہے جو صورت حال سے آگاہ ہیں۔

8- لارڈ ایٹلی جن کے زمانے میں ہندو پاکستان بنے کہتے ہیں کہ مجھے اپنے دور حکومت میں جو ناگوار ترین بات گوارہ کرنا پڑی وہ تقسیم ہند تھی۔ ہم نے ہر متبادل پیش کیا مگر مسلمانوں کو ایک آزاد مسلم مملکت کے حصول کا جنون ہوگیا تھا اور انھیں ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔

9- لارڈ اسے اپنی یادداشتوں میں لکھتے ہیں کہ مسلمان ہندو کے متحدہ ہندوستان میں بالادستی ہرگز گوارہ نہ کرتے، وہ اپنے حقوق آزادی کے لیے جنگ کرتے اور وہ جنگ بڑی طویل ہوتی۔

10- لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کئی کلبوں، مجلسوں اور جگہوں پر اس سوال کہ آپ برصغیر کو متحد نہیں رکھ سکتے تھے؟ کے جواب میں یہی کہا کہ مسلمانوں کو حصول پاکستان کا جنون ہوگیا تھا۔ اگر متحدہ ہندوستان کو ایک مرکز کے تحت آزادی دے دی جاتی تو مسلمان ہرگز گردن نہ ڈالتے وہ جنگ کرتے ان کے پاس لڑاکا افراد کی کمی نہ تھی۔

اس سے واضح ہوتا کہ انگریز کو اگر یہ یقین ہوتا کہ مسلمان جہادی نہیں لڑنے والے نہیں، جنگی صلاحیت سے محروم ہیں تو ہندوستان ہندو کے حوالے کرکے نہرو کی جھولی میں ڈال کر نکل جاتا۔ خود قائداعظم محمد علی جناح کو انگریز اور ہندو کا پتا تھا، تبھی انھوں نے جہادی تیاری کروائی تھی کہ اگر دلیل سے ہمیں ہمارا حق نہ دیا تو پھر جہاد فی سبیل اللہ سے لیں گے۔

انگریز نے جون 1948ء کی بجائے اگست 1947ء میں اس لیے ہندو کے ساتھ مل

کر غیر منصفانہ تقسیم مسلمانوں کے خلاف مشترکہ سازش کے تحت کی کہ مشرق میں مرشد آباد کا مسلم اکثریتی ضلع کاٹ کر بھارت کو دے دیا کہ بنگال اور آسام کا ملاپ ہو سکے۔اسی طرح مغرب میں گورداسپور کا ضلع کاٹ کر بھارت کو دے دیا، تاکہ کشمیر سے زمینی رستے کے ذریعے ملاپ ہو سکے اور یہ کہ اس اچانک تقسیم کے فیصلے سے مسلمان سنبھل نہ سکیں گے، وگرنہ جون 1948ء تک مسلمان بہت سنبھل کر بہت کچھ حاصل کرلیں گے۔اس کی گواہی خود لارڈ اسمے اپنی یادداشتوں کے صفحہ 421 پر لکھتے ہیں کہ ہندوؤں نے تقسیم اسی شرط پر مانی تھی کہ مسلمانوں پر اچانک تقسیم اور نئی مملکت کے جملہ انتظامات کا بوجھ آن پڑے تاکہ وہ سنبھل نہ سکیں۔ جون 1948ء تک مسلمان بہت کچھ تیاری کر سکتے تھے۔دو اڑھائی ماہ میں تو ایک معمولی خاندان کی جائیداد اور دیگر چیزوں کے معاملات طے کرنا آسان نہیں ہوتا، چہ جائیکہ دو مملکتوں کے باہمی حساب معین کرنا۔

الحمدللہ اہل پاکستان خوب سنبھلے۔ لازوال قربانیاں دے کر مدینہ ثانی 27رمضان المبارک کو بقول قائداعظم محمد علی جناح اسلامی سٹیٹ حاصل کی۔

1948ء اور 1965ء کی بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا۔مگر بدقسمتی سے بنیے کی روایتی مکاری، عیاری، سازشوں، غیر ملکی تعاون، ہماری غفلتوں اور انتشار سے فائدہ اٹھا کر بقول انڈین جنرل مانک شاہ ایک پاکستانی فوجی کے مقابلہ میں 50ہندوستانی فوجی اتار کر، جغرافیہ کا فائدہ اٹھا کر مشرقی پاکستان الگ کر دیا اور اب بھی پاکستان کے خلاف ہر وقت سازشوں میں مصروف ہے۔

مانک شاہ کہتے ہیں کہ ہم نے تقریباً اسّی ہزار افراد کو پوری طرح گوریلا تربیت دے کر مکتی باہنی میں شامل ہونے کے لیے مشرقی پاکستان میں داخل کر دیا تھا۔ان میں کثیر تعداد مشرقی پاکستان کے ہندوؤں کی تھی۔ان میں مغربی بنگال کے ہندو بھی شامل تھے، جو بظاہر مشرقی پاکستان کے ہندوؤں کے ہاں ملازم کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔آر

ایس ایس کے رضا کار الگ سے شامل تھے بقول نریندر مودی انھوں نے بھی رت بہائی ہے مشرقی پاکستان کے لیے۔ساڑھے چار لاکھ دشمن فوج کے مقابلے میں پاکستانی فوج کے اس وقت وہاں موجود لڑنے والے 34ہزار فوجی تھے، جنھوں نے بہادری جوانمردی کی داستانیں رقم کیں۔ اتنی کم تعداد، اپنے مرکز سے دور، علاقے کی درست معلومات نہ ہونے کے باوجود، جغرافیہ اور موسم کی مار کے باوجود مردوں کی طرح لڑی۔ بقول ڈی آر منلکیر کہ بھارتی فوجی جتنے جنگ دسمبر 1971ء میں مشرقی پاکستان کے محاذوں پر کام آئے، اتنے 1965ء میں مغربی پاکستان کے محاذوں پر کام نہ آئے تھے۔اس سقوط مشرقی پاکستان کی کچھ تفصیل ہم نے اپنی کتاب زنداں سے اذاں میں لکھی ہے وہاں پڑھ لیں۔

یہ آپ نے انگریزوں کے اور ہندو لیڈروں کے بیانات پڑھے اس طرح کے اور بہت بیانات ہیں، کیونکہ یہ دونوں سمجھتے تھے کہ تقسیم جلد کر کے پاکستان کے حصہ میں آنے والی رقم، اسلحہ اور دیگر چیزیں روک کر نفرتوں وانتشار کے بیج بو کر لابنگ کر کے مجبور کیا جائے کہ پاکستان قائم نہ رہ سکے۔ حکومت ہند آج تک اس پر عمل پیرا ہے۔کبھی کسی طرف سے کبھی کسی انداز سے کبھی کسی کے تعاون سے پاکستان پر یلغار کیے ہوئے ہے۔انگریز اور ہندو کو پتا تھا کہ برصغیر کی تقسیم لیٹ ہوتی گئی تو مسلمان جس تیزی سے منظم بیدار ہورہے ہیں یہ پورا بنگال بھی لیں گے، پورا آسام بھی لیں گے، مکمل پنجاب لیں گے اور تقسیم کے بعد اپنا مکمل حصہ، اسلحہ اور رقم لیں گے۔اس لیے نہرو نے 1946ء میں بوکھلا کر کہا تھا کہ کرہ ارض کی کوئی طاقت اس پاکستان کو قائم نہیں کرسکتی جسے جناح چاہتے ہیں۔

سچ تو یہ کہ ہندوؤں اور انگریزوں نے قیام پاکستان بہت جلد دوبارہ اکھنڈ بھارت بننے کی امید پر منظور کیا تھا۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے لے کر برطانوی حکومت سب نہیں

چاہتے تھے کہ پاکستان بنے۔یہ بات تو اب کتابوں میں، مضامین میں تواتر کے ساتھ چھپ چکی ہے۔میڈیا میں آچکی ہے کہ انگریز اور ہندو کی مشترکہ کوشش تھی کہ ایسے حالات پیدا کر دیں کہ پاکستان چند روز، چند ہفتوں یا چندہ ماہ بعد اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکے، مگر اللہ کے اپنے فیصلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد پاکستان کو مستحکم، مکمل، سربلند قائداعظم محمد علی جناح کا پھیلنے والا اسلام کا قلعہ، مسلمانوں اور انسانیت کا محافظ بنائے۔دبائی گئی اقوام کی امیدوں کا مرکز بنا کر اسے شر و فتنہ، سازش اور بیرونی یلغاروں سے بچا کر رکھے۔آمین!

❀❀❀

پاکستان محافظِ اسلام (حصارِ اسلام)

اللہ رب العالمین کے انتخاب جناب قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ جو انگریز شناس، ہندوشناس، قانون شناس، آئین شناس، مسلم شناس، جہاد شناس، بابصیرت، نباض اور ایک وقت میں گھوکھلے کے ساتھ مل کر ہندومسلم اتحاد کے علمبردار نے دسمبر 1946ء میں اہل مصر سے مصر میں منعقدہ مختلف پروگراموں میں فرمایا:

"اگر ہندوستان میں ہندوشہنشاہیت قائم ہوگئی تو اگرچہ وہ سابقہ دور کی برطانوی ملوکیت سے بڑی تو نہیں ہوگی مگر مستقبل میں قائم ہونے والا ہندوستانی سامراج اتنی ہی بڑی لعنت ضرور ثابت ہوگا۔مشرق وسطیٰ ایک مصیبت سے نجات پا کر دوسری مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ہمارے لیے پاکستان زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ۔اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے گھروں میں آزاد رہیں تو آپ کو ہمارے ساتھ اشتراک عمل کرنا چاہیے۔عرب اور دیگر مسلمان حکومتیں اس وقت تک حقیقی معنوں میں آزاد نہ ہوں گی جب تک پاکستان قائم نہ ہوگا۔اس لیے ہندوستان پر اقتدار قائم کرنے والے کا اقتدار مشرق وسطیٰ پر بھی قائم ہو جائے گا۔ اگر ہندوستان میں ہندوشہنشاہیت قائم ہوگئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہندوستان سے اسلام ناپید ہوگیا۔میں کہتا ہوں کہ فقط ہندوستان ہی میں اسلام کا وجود ناپید نہیں ہو جائے گا، بلکہ دوسرے اسلامی ممالک کا بھی یہی حشر ہوگا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم مذہبی اور روحانی اعتبار سے مصریوں کے ساتھ منسلک ہیں۔ یہ یاد رہے کہ اگر ہم بچیں گے تو سب بچیں گے، اگر ہم

ڈوب گئے تو سب ڈوب جائیں گے۔‘‘

مصری ریڈیو سے نشر تقریر میں فرمایا:

’’ہم چاہتے ہیں ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کریں اور ان تمام اقدار کا تحفظ کریں جن کا اسلام علمبردار ہے۔‘‘

18 دسمبر کو قاہرہ میں ایک ضیافت کے موقع پر کہا:

’’اگر ہند میں ہندو سلطنت قائم ہو گئی تو اس کا مطلب ہوگا ہند میں اسلام کا خاتمہ اور دیگر مسلم ممالک میں بھی۔‘‘ [قائداعظم کا پیغام]

اگر ہندوستان ایک متحدہ فیڈریشن کی صورت میں ہندو حکومت قائم کر لیتا ہے تو برطانیہ کے بعد ہانگ کانگ سے لے کر نہر سویز تک اس کی دھونس چلے گی۔ نہر سویز اگر آج انگریز کے اشارہ ابرو پر کھلتی اور بند ہوتی ہے تو کل ہند کے اشارے پر کھلے گی اور بند ہوگی اور اگر ہم برصغیر میں ایک آزاد مسلم سٹیٹ بنانے میں کامیاب ہو گئے تو کوئی ہندو حکومت مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کو دھونس نہیں دے سکے گی۔ 19 دسمبر 1946ء قاہرہ میں پریس کانفرنس میں فرمایا: ہند میں حصول پاکستان کی جدوجہد میں ناکامی کا مطلب ہوگا کہ مشرق وسطیٰ میں بھی مسلمانوں اور عربوں کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ اگر ہند پر ہندو سامراجی قوتوں کی حکمرانی ہوئی تو مستقبل کے لیے اگر اس سے زیادہ نہیں تو اتنا ہی بڑا خطرہ ہوگا جتنا بڑا خطرہ ماضی میں برطانوی استعمار سے تھا۔ میں سمجھتا ہوں پورا مشرق وسطیٰ آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک جائے گا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے پاکستان بن جانے کے بعد لاہور گورنمنٹ ہاؤس میں ایک میٹنگ کے بعد طنزاً کہا کہ آپ کے قائداعظم محمد علی جناح نے تو کوئی بھی متبادل قبول نہیں فرمایا۔ انھوں نے کہا کہ بس آزاد مسلم ریاست درکار ہے، یعنی پاکستان خواہ وہ ایک ضلع کے برابر ہو اور خواہ وہ ضلع ریگزار ہی کیوں نہ ہو۔ میں اپنی قوم کی اہلیت کو جانتا ہوں۔ یہ قوم پھیلنا جانتی ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح

کے پیش نظر جو پاکستان تھا وہ یہ کہ مسلم پاکستان،مضبوط و مستحکم پاکستان، پھیلنے والا پاکستان،جسماً بھی، روحاً بھی۔

عتیق زیڈ شیخ اور ملک محمد رؤف نے اپنی انگریزی تالیف ''قائداعظم اور دنیائے اسلام''میں مصر میں کی جانے والی قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر اور بیانات کے اقتباسات دیے ہیں۔انگلستان کے بعض اخبارات نے بھی قائداعظم محمد علی جناح کے ارشادات نقل کیے جن کا لب لباب یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان جو جنگ آزادی لڑ رہے تھے وہ فقط برصغیر کے مسلمانوں کے لیے نہ تھی بلکہ پورے مشرق وسطیٰ کے لیےاور امت مسلمہ کے لیے تھی۔

قائداعظم محمد علی جناح یہ واضح کر رہے تھے کہ تحریک پاکستان فقط برصغیر کے مسلمانوں کے تحفظ کی ہی ضامن نہ تھی بلکہ اردگرد کے ایشیائی اور عرب مسلمانوں کی بھی ضامن تھی۔اس لیے آج کے پاکستانیوں کو ان فرامین کے ہر ہر پہلو پر غور وفکراور عمل کرنا چاہیے اور ان فرامین کی گہرائی میں چھپی انتہائی پنہائی کو بھی تلاش کرنا چاہیے کہ ① کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے۔② پاکستان اسلام کی تجربہ گاہ ہے۔③ مسلم سٹیٹ آف پاکستان ہے۔④ بھارت جیسی طاقت ورسلطنت کی ساری توجہ ہم پر مرکوز رہے گی۔باقی عالم اسلام اس کے فساد سے محفوظ رہے گا۔⑤ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔

[Pakistan is the fortress of Islam]

علامہ محمد اقبال نے فرمایا کہ ایک صورت بچاؤ کی ہے وہ یہ کہ قائداعظم محمد علی جناح کے ہاتھ مضبوط کیجیے، اگر جناح کی مسلم لیگ کے جھنڈے تلے مسلم ہند جمع ہوجائیں تو اس میں نہ صرف ہندی مسلمانوں کی نجات ہے بلکہ سارے مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کی بھی نجات پوشیدہ ہے۔

بقول علامہ اقبال ؎

یہ نکتہ سرگزشت ملت بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوام زمین ایشیا کا پاسباں تو ہے

قائداعظم محمد علی جناح نے 1947ء میں تقریباً وہی کام کیا جو سلطان سلیم عثمانی نے 1517ء میں کیا تھا، بے شک دونوں کا طریق کار اور دائرہ عمل مختلف تھا۔ پاکستانی مسلمانوں کو پاکستان کی اس اہمیت کا احساس ہونا چاہیے۔اگر پاکستان نہ بنتا تو پاکستان میں شامل خطوں اور برصغیر کے دیگر مسلمان معاشروں نیز افغانستان اور سوڈان سمیت سارے مشرق وسطیٰ کے مسلمان ملکوں میں آباد مسلمانوں کا رفتہ رفتہ کیا حشر ہوتا۔ لہٰذا پاکستان کے اہل اسلام اورحکمرانوں کو یہ بات ہر دم ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اللہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ کبھی نہ کرے، ہماری حماقتوں کی وجہ سے پاکستان کونقصان پہنچا تو اس نقصان کی حدود پھیل کر کن کن خطوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔

پاکستان کی بدولت مختلف خطوں میں کروڑوں مسلمانوں کی بقا کو بقائے دوام بنانے کے لیے لازم ہے کہ پاکستان کو متحد و مضبوط، مستحکم اور پھیلنے والا پاکستان بنایا جائے۔وہ پاکستان جواپنی کمزوریوں کی وجہ سے بھارتیوں اور دیگر طاقتوں کو بار بار چڑھ دوڑنے کا شوق دلاتا رہے، تسلی بخش قلعہ ثابت نہیں ہوسکتا۔تسلی بخش قلعہ تبھی ثابت ہوگا کہ بھارتی اور دیگر قوتیں اس سے جب بھی جہاں بھی جس انداز میں بھی ٹکرائیں منہ کی ہی کھائیں اور ہر بار ہزیمت یاب شکست خوردہ ہوکر لوٹیں اور پھر وہ دیکھیں کہ قلعہ مضبوطی سے اپنی جگہ پر قائم ہی نہیں، بلکہ ان کے گھروں کی طرف بڑھ رہا ہے۔تب جا کر کہیں وہ حملوں کے شوق سے ٹلیں گے ۔ پاکستان کے خلاف اپنی سازشوں اورمکروہ عزائم سے باز آئیں گے اوراسلامی ایٹمی، پھیلنے والے پاکستان کے فیصلے دنیا کو ماننے پڑیں گے۔(ان شاء اللہ)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کا ہندو، ہندوحکمران تو اپنے بڑوں کے خواب پورے کر رہا ہے، ان کے ادھورے مشن کو نئے نئے انداز سے پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اس کے لیے پلاننگ کرتا ہے، لابنگ کرتا ہے، ادارے اورتھنک ٹینک بناتا ہے اور اپنی نئی نسل کو ہندتوا پر کھڑا کر رہا ہے، اپنے اداروں اورفورسز کوتعلیمی اداروں، عدلیہ کو ہندتوا کے رنگ میں رنگ رہا ہے، اپنے بڑوں کے مشن کو لے کرآگے بڑھ رہاہے۔وہیں ایک اللہ،

ایک نبی، ایک قرآن کو ماننے والے یہ سب کیوں نہیں کر پا رہے، حالانکہ ان کے سامنے قائداعظم محمد علی جناح کا طرز زندگی ہے کہ کس طرح انھوں نے ہندتوا کی خطرناکی کو جان کر مسلمانوں کو متحد کر کے ہندو، انگریز کے مشترکہ عزائم کو خاک میں ملاتے ہوئے، اپنا حق منواتے ہوئے اپنی ملی و دینی غیرت دکھاتے ہوئے، اللہ کے فضل سے وطن عزیز پاکستان حاصل کیا۔انگریز اور کانگریس نے قائداعظم محمد علی جناح کو متحدہ ہندوستان کا وزیراعظم بنانے کی پیش کش کی کہ پاکستان کا مطالبہ چھوڑ دیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا: اپنی قوم سے غداری نہیں کر سکتا، مگر بدقسمتی سے قائداعظم محمد علی جناح کے بعد ہمیں ایسا قائد نہ ملا۔اگر کسی نے ملک وملت کے لیے کوشش کی تو اسے خود دشمن یا غیر ملکی طاقتوں کے پریشر یا خوشنودی کے لیے کام ہی نہ کرنے دیا گیا۔اس کے آگے رکاوٹیں ہی رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں، کیونکہ ہمارے حکمران جانتے ہیں کہ قائداعظم کی راہ پر چلے تو قائداعظم والا کردار، اخلاص، صبر، قربانی، ایثار، وفا، دیانت و امانت،محنت، اللہ سے تعلق، اسلامی و ملی غیرت اورقوم کا درد اپنے عمل سے دکھانا پڑے گا۔ یہ حکمران قائداعظم کا کردار تو کیا دکھاتے بلکہ اس کی جگہ خود غرضی، اخلاقی معیارات سے بے بہرہ اپنی ذاتی وجاہت، وقار اور عہدے کے لیے علاقائی، صوبائی، لسانی، گروہی، مسلکی اور قبائلی تعصّبات کو ابھارتے ہیں۔ امت کے نشان ہائے عظمت مٹا کر دشمنان ملت سے داد پانے کے خواہاں یہ لوگ اپنی قوم اور امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اپنی کمزوریوں، اپنے لالچ، اپنے حسد، اپنی بزدلی، اپنی ہوس کو مختلف حیلوں سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قوم و ملت اور وطن عزیز کا نقصان کرتے ہیں۔ہندوستان کے مسلمانوں کے تحفظ کے لیے لیاقت نہرو معاہدے، بانیان پاکستان کے وعدوں، اہل جموں و کشمیر اور ملت وانسانیت کے لیے قائداعظم محمد علی جناح کے فرامین وعمل و کردار کو فراموش کر رہے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں یہ وطن عزیز پاکستان، یہ مدینہ ثانی، یہ 27 رمضان

المبارک کو ملنے والا انعام ربانی ہے۔ یہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی طرح اللہ کی نشانی ہے، جس نے بھی جس بھی انداز سے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی وہ بچا نہیں اور بچے گا بھی نہیں۔ ان شاء اللہ!

❁❁❁

فرامین قائداعظم محمد علی جناح

اہل پاکستان کو قائداعظم محمد علی جناح کے ان فرامین کو بار بار پڑھنا چاہیے اور عمل کرنا چاہیے، خصوصاً حکمرانوں کو۔

① ہمارا یہ منشا نہیں ہے کہ پاکستان کے قیام کے ساتھ ساتھ اختلاف اور جھگڑے شروع ہوجائیں۔ ہمارے سامنے بہت کام ہوں گے۔ اسی طرح (ہندو) برادران وطن کو اپنی مملکت میں بہت سے کام کرنا ہوں گے، لیکن اگر وہ ہماری اقلیتوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دیتے ہیں اور ان کو ستاتے ہیں تو پاکستان ایک خاموش تماشائی نہ بنے گا۔ اگر گلیڈسٹون کے زمانے میں برطانیہ اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر امریکہ میں مداخلت کرسکتا تھا تو اگر ہندوستان میں ہماری اقلیتوں (مسلمانوں) پر مظالم کیے گئے تو ہمارا مداخلت کرنا کیونکر حق بجانب نہ ہوگا۔ [مسلم لیگ کنونشن دہلی، 17 اپریل 1946ء]

② پاکستان کے دفاع کو مضبوط سے مضبوط بنانے میں آپ میں سے ہر ایک کو اپنی جگہ الگ الگ انتہائی اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اس کے لیے آپ کا نعرہ یہ ہونا چاہیے، ایمان، تنظیم اور ایثار۔ آپ اپنی تعداد کے کم ہونے پر نہ جایئے۔ اس کمی کو آپ کو ہمت و استقلال اور بے لوث فرض شناسی سے پورا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اصل چیز زندگی نہیں ہے، بلکہ ہمت، صبر وتحمل اور عزم صمیم ہیں جو زندگی کو زندگی بنا دیتے ہیں۔

[جہاز ''دلاور'' کے افتتاح پر 23 جنوری 1948ء]

③ آپ یہ حقیقت کبھی نظرانداز نہ کریں کہ اسلام صرف نظام عبادات کا نام نہیں یہ تو

ایک ایسا دین ہے جو اپنے پیروکاروں کو زندگی کا ایک حقیقت پسندانہ اور عملی نظام حیات دیتا ہے۔ میں زندگی کے معنوں میں سوچ رہا ہوں، میں زندگی کی ہر اہم چیز کے معنوں میں سوچ رہا ہوں۔ میں اپنی تاریخ، اپنے ہیروز، اپنے آرٹ، اپنے فن تعمیر، اپنی موسیقی، اپنے قوانین، اپنے نظام عدل و انصاف کے معنوں میں سوچ رہا ہوں۔ ان تمام شعبوں میں ہمارا نقطہ نظر نہ صرف ہندوؤں سے انقلابی طور پر مختلف ہے بلکہ بسا اوقات متصادم بھی ہے۔ ہماری اور ہندوؤں کی زندگیوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جو ہمیں بنیادی طور پر ہم رشتہ کر سکے۔ ہمارے نام، ہمارا لباس، ہماری خوراک ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ہماری اقتصادی زندگی، ہمارے تعلیمی تصورات، جانوروں تک کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر۔ ہم زندگی کے ہر مقام پر ایک دوسرے کو چیلنج کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر گائے کا ابدی مسئلہ ہی لے لیں۔ ہم گائے کو کھاتے ہیں اور وہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔

[انگریز دانش ور بیورلی نکلس کی کتاب Verdict Of India، مطبوعہ 1944]

④ میں چاہتا ہوں کہ آپ سب مکمل اتحاد اور باہمی تعاون سے کام کریں۔ ان تمام خطروں کا مل جل کر مقابلہ کریں جو آج ہمیں در پیش ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ان مشکلات اور خطروں سے کامیابی سے گزر جائیں گے، پاکستان کی عزت اور وقار کو اور بھی بلند کرتے ہوئے، اسلام کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اور اپنے قومی پرچم کو لہراتے ہوئے۔ [افواج پاکستان سے خطاب، 8 نومبر 1947ء]

⑤ اچھی اور بری دیگر چیزوں کے ساتھ خیانت منصبی اور اقربا نوازی وغیرہ کی لعنتیں بھی ہمارے حصے میں آئی ہیں۔ ہمیں ان برائیوں کو بے دردی سے کچل دینا چاہیے۔ یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ خیانت منصبی اقربا نوازی بالواسطہ یا بلا واسطہ مجھ پر اثر ڈلوانے کی کسی کوشش کو میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔ جہاں مجھے معلوم ہوا کہ فلاں

جگہ ایسا ہو رہا ہے تو پھر کوئی خواہ کتنا ہی بڑا یا چھوٹا کیوں نہ ہو، اسے ہرگز نہیں بخشوں گا۔

[دستور ساز اسمبلی سے خطاب، 11اگست 1947ء]

⑥ہمت سے کام لیجیے اور پاکستان کو وہ بنائیں جو ہمارے خوابوں کا پاکستان ہے۔

[فاطمہ جناح، میرا بھائی، عیدالفطر، 1948ء]

قائداعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایڈمنسٹریشن سے بہت متاثر تھے۔

❀❀❀

عہد کیجیے!

آپ نے ہندو لیڈروں کے، آر ایس ایس کے لیڈروں کے بیانات، عزائم، مکروہ خواہشیں، انسانیت شکنی کی کارروائیاں پڑھ لیں۔ آر ایس ایس کے عفریت اس کے فاشزم، مسلمانوں اور اقلیتوں پر ان کے مظالم کو دیکھ لیا۔ بندے ماترم نامی گیت کی خرابیوں کو اور ہندوستان دنیا کے امن کے لیے کتنا خطرناک بنتا جا رہا ہے، پڑھ لیا۔ پاکستان اور اسلام کے بارے شروع دن یعنی قیام پاکستان سے ہی ہندوؤں اور انگریزوں کے بیان پڑھ لیے اور ان کی اب تک کی مکروہ کاوشوں اور کارستانیوں کو جان اور مان لیا ہوگا۔ میرا خیال ہے یہ سب پڑھ کر جان کر آپ کے دل میں ہندتوا کے علمبرداروں کے بارے میں کچھ غلط فہمی یا نرمی تھی اس پر ضرور اثر پڑا ہوگا اور آپ پر بھی ثابت ہوا ہوگا کہ ہندتوا ہی اصل دہشت گرد ہے۔ پھر اپنی قوم، اپنے ملک، اپنی ملت کو مضبوط سے مضبوط کرنے کا داعیہ پیدا ہوا ہوگا۔ ان شاء اللہ!

آپ کو ان سوالات کا بخوبی جواب مل گیا ہوگا کہ پاکستان کیوں بنا؟ پاکستان بننا کتنا ضروری تھا؟ ایک مضبوط و مستحکم پاکستان کا قائم رہنا کتنا ضروری ہے؟ ہندتوا کے بڑھتے قدموں کو انسانیت کے محافظ اپنے محدود وسائل و پابندیوں کے باوجود کیوں روک رہے ہیں؟

آپ کے دل سے دعائیں نکلیں ہوں گی قائد اعظم ان کے ساتھی بانیان پاکستان کے لیے اور ان پاک بازوں کے لیے جو جموں و کشمیر اور کسی بھی جگہ کسی بھی طرح ہندتوا

کے عفریت کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اب آپ ہندتوا کے فاشزم کے ایجنڈے، آر ایس ایس کے مکروفریب انسانیت شکن منصوبوں کوششوں سے لوگوں کو، اہل وطن کو ہر سطح پر ہر طرح سے ہر جدید طریقہ اختیار کر کے باخبر کریں گے اور اس ہندتوا کے عفریت کو کسی بھی طرح کسی بھی جگہ روکنے والوں کا ہر طرح ساتھ دیں گے۔

آیئے! عہد کیجیے کہ ہم اپنی کمزوریوں، سستیوں، غفلتوں کو چھوڑ کر علاقائی، صوبائی، لسانی اور جماعتی عصبیتوں سے بالا ہوکر اسلامی سٹیٹ آف پاکستان کے لیے اسلامی ایٹمی پاکستان کے لیے، جناب قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کی طرح اسی اخلاص، وفا، محنت، لگن، صبروایثار، قربانی، ایمانداری، وطن عزیز کا، امت کا اور انسانیت کا درد لے کر تحریک پاکستان کی طرح دوقومی نظریہ کی دعوت لے کر گھر گھر جا کر کام کریں گے۔ ہندتوا کے فاشزم کے ایجنڈے، آر ایس ایس کے انسانیت شکن منصوبے سے ہر سطح پر لوگوں کو باخبر کریں گے۔ وطن عزیز کو مکمل، مستحکم، سربلند، قائد کا پھیلنے والا، خوددار، آبرو والا، دوسروں کی مدد کرنے والا، دبی ہوئی یا دبائی گئی قوموں کی آواز اور امید بننے والا پاکستان بنائیں گے، جو حقیقی معنوں میں اسلام کا قلعہ ہو، اسلام و انسانیت کا محافظ ہو۔ ان شاء اللہ!

اللہ رب العالمین، اللہ علیم وحکیم وطن عزیز پاکستان کی ہر ہر طرف سے نصرت و حفاظت دستگیری فرمائے، اسے جلد مکمل، مستحکم، سربلند، امن و عدل و عافیت کا گہوارہ بنائے اور وہ تمام صالح اہداف عطا فرمائے جن کے لیے لازوال انمٹ اخلاص بھری قربانیاں پیش کر کے یہ مدینہ ثانی پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین!

❀❀❀